Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اللہ — لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۷ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۳ھ

ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل

۵ جولائی ۱۹۳۴ء سنہ ۶ جلد ۳۳

فہرست مضامین

دنیا میں اشاعت اسلام کے اسباب	۲۵۳ / ۲	سردار مصباح الدین احمد صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ
فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب	۲۷۲ / ۲۷۷	جناب "ابن عمر"
یوگیراج کرشن	۲۷۸ / ۲۸۰	بابو فتح محمد صاحب احمدی شرما کراچی
ابطال تناسخ	۲۸۱ / ۲۸۵	مولانا محمد عبد اللہ صاحب مولوی فاضل دکابیہ تیرتھ
الملتقطات	۲۸۶ / ۲۹۲	×
فہرست بقایاداران		

چندہ سالانہ
اندرون ہند سے تین روپے

مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے دو روپیہ

چندہ سالانہ
بیرون ہند سے تین روپے آٹھ آنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جناب ناظر صاحب تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ

برائے توسیع اشاعت رسالہ اردو ریویو آف ریلیجنز

براداران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

ریویو اُردو کے بارہ میں ایڈیٹر صاحب نے مجھ سے یہ خواہش کی ہے کہ میں اس کے متعلق احباب سے تحریک کروں کہ اس کی اشاعت کی توسیع کے لئے کوشش کی جائے۔ صحیح اور حقیقی کوشش جو کسی اخبار یا رسالہ کی توسیع اشاعت کیلئے کی جا سکتی ہے۔ وہ تو خود اڈیٹر صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ یعنی یہ کہ وہ رسالہ میں ایسی ظاہری اور باطنی خوبیاں جمع کر دیں کہ وہ خود بخود لوگوں کی توجہ کا جاذب بن جائے۔ لیکن چونکہ ریویو کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی طرف سے خاص تحریک ہوئی تھی۔ اس لئے میں بھی اس تحریک میں شامل ہو کر احباب سے یہ استدعاء کرتا ہوں کہ وہ اس رسالے کو دوسرے رسالہ جات یا اخباروں کی طرح نہ سمجھیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشاد کے ماتحت اس کی اشاعت کے لئے خاص طور پر کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ کیونکہ اس کی توسیع میں حصّہ لینا صرف ایک مفید لٹریچر کی اشاعت ہی نہیں ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ارشاد کی تعمیل بھی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اشاعت کے بڑھنے سے اس کی ظاہری اور باطنی خوبیوں میں بھی اضافہ کی صورت ہو جائیگی اور ایڈیٹر صاحب اس کی طرف زیادہ توجہ دیکر اسے اُس تعریف کا حقدار بنانیکی کوشش کرینگے جن کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس کے لئے خاص تحریک فرمائی تھی۔ فقط والسّلام

مرزا بشیر احمد ناظر تالیف و تصنیف ۳۴-۶-۲۴

نوٹ ضروری:- حضرت ناظر صاحب تالیف و تصنیف کی سفارش کے احترام میں ہر مقام کی جماعتوں کے معتمدین مہربانی فرما کر رسالہ اُردو کے لئے خاص تحریک فرمائیں اور جسقدر خریدار مہیا ہو سکیں ان سے ہمیں براہ راست اطلاع دیں۔ ایسے اصحاب کے نام خاص طور پر شکریہ کے ساتھ شائع کیئے جائینگے۔ اگر ہر جماعت سے دو چار پُرجوش دوست کھڑے ہو جائیں اور عزم بالجزم کر لیں کہ دس دس نئے خریدار پیدا کر کے دینگے تو اللہ تعالیٰ ضرور حامی و ناصر ہوگا۔ واللہ الموفق

خاکسار ایڈیٹر اُردو ریویو آف ریلیجنز قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

137

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دُنیا میں اشاعت اسلام کے اسباب

اپنی نوٹ بک میں سے کچھ

اسلام کی حیرت انگیز اشاعت اور اس کی ترقی ہمیشہ مخالفین اسلام کے لئے پہلو میں خار بن کر رہی ہے۔ دجال کو اوّل تو قدرت سے آنکھ ہی ایک ملی تھی۔ اس پر مستزاد یہ کہ ترقی اسلام کی برق سے وہ بھی چندھیا گئی اور نور بصارت میں فرق پڑ گیا۔ اس لئے اس بدقسمت کو کبھی بھی نیّر اسلام کی صحیح صورت نظر نہ آئی۔ اپنی بصارت کے نقص کی وجہ سے اس نے اسلام کے رُوئے منوّر پر عیب لگانا چاہا اور لگاتا رہا۔ لیکن جیسے کہ یہ نور نہ کسی انسانی ہاتھوں سے روشن ہُوا اسی طرح کسی انسانی مُنہ کی پھونک سے بجھ بھی نہ سکا۔ واللہ متم نورہٖ ولو کرہ الکافرون۔

یوروپین پادریوں نے اور پھر ان کی نقل میں آریہ سماجیوں نے یہ بہتان تراشا کہ اسلام دنیا میں مادی ذرائع خصوصاً تلوار کے زور سے پھیلا ہے لیکن شہِدَ شاھدٌ من اھلھا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اپنے یوسف کی بریّت کیلئے خود اسکے مخالفین کے اہل خانہ سے گواہ پیدا کرکے ان کے مکائد عظیمہ کا تار پود کھولا اور اُن کو بروقت شرمندہ کیا۔ یوروپین محققین کی ایک معقول تعداد ایسی ہے۔ جنہوں نے اس موضوع پر اپنے معلومات شائع کئے ہیں چنانچہ مثال کے طور پر یہاں ڈاکٹر آرنلڈ کا نام دیتا ہوں جنہوں نے "پریچنگ آف اسلام" کے نام سے ایک مبسوط کتاب شائع کی ہے۔ اسی طرح ہندو محققین اور انصاف پسند دوستوں کی طرف سے بھی کثیر لٹریچر اس امر کے متعلق شائع ہو چکا ہے جس کا یہاں دُہرانا ایک دشوار امر ہے۔ البتہ مثال کے طور پر اس قوم کے بھی ایک سردار بلکہ واحد سردار گاندھی جی کا نام یہاں ذکر کر دیتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔ "جہاں تک مسلمان شرفاء کے ساتھ میرا تعلق رہا ہے اس سے مجھے یہی معلوم ہُوا ہے کہ اسلام کبھی بزور شمشیر نہیں پھیلا۔ بلکہ اسکی اشاعت سراسر فقراء اور صلحاء کے ایک غیر منقطع سلسلہ کی محبت اور بھلائی کے جذبہ کے اثر سے ہوئی ہے۔" (دیکھو ہولی مین صفحہ ۱۶۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا اس لئے لاکھوں انسان ان کے ذریعہ دائرہ اسلام میں حلقہ بگوش ہو گئے۔ ہم دیکھ چکے ہیں۔ کہ افریقہ میں یہ طریق کیسا پُر تاثیر ثابت ہُوا ہے۔ ہندوستان میں بھی یہ ذریعہ کم اثر انداز نہیں نکلا۔ ایک مسلمان تاجر کسی شہر میں قیام کے تھوڑا عرصہ بعد ہی ایک مسجد تیار کر دیتا تھا۔ یہ تمام مذہبی مساعی کا مرکز ہوتی تھی۔ اور چونکہ اس کی بنیاد رضاکارانہ اصول پر تھی یہ سلسلہ جلدی پھیلتا چلا گیا اور مساجد کی تعداد بڑھتی چلی گئی۔ مالابار اسی طرح اسلام لایا۔ اور وہاں سے تاجر لوگ اپنے مذہب کا پیغام لکا دیپ اور مالدیپ جزائر میں لیگئے اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام آبادی مسلمان ہو گئی۔ صفحہ ۲۱۸-۲۱۷

ملک شام میں اشاعت اسلام

جو لوگ مسلمان ہونے سے انکار کرتے تھے انہیں صرف جزیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس کے سوا انہیں کوئی اور زیادہ تکلیف نہیں دی جاتی تھی۔ اشاعت اسلام عام طور پر بزور شمشیر نہیں کی جاتی تھی۔ خلفاء راشدین کے عہد میں عیسائیوں نے بیشک عربوں کی حکومت کو اپنی قسطنطنیہ کی عیسائی حکومت پر ترجیح دی۔ عیسائیت کے اندر جو بگاڑ پیدا ہو چکا تھا اس سے بیزار ہو کر بہت سے لوگوں نے اسلام کو قبول کر لیا۔ جب مسلمان فوجیں یردن کی وادی میں پہنچیں تو عیسائیوں نے ان کو لکھا۔ "اے مسلمانو! اگرچہ رُومی لوگ ہمارے مذہبی بھائی ہیں ہم آپکو ان پر ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ ان کی نسبت معاہدات کی زیادہ پابندی کرتے ہیں۔ اور آپ ان کی نسبت ہم پر زیادہ مہربانی کرتے ہیں اور ہمارے ساتھ بے انصافی کرنے سے پرہیز کرتے ہیں" جن علاقوں میں مسلمانوں نے فوج کشی کی۔ وہاں کے لوگوں کے مسلمانوں کے متعلق خیالات کا یہ ایک نمونہ ہے۔ یقیناً مصر میں قبطیوں نے عراق میں نسطورین نے۔ مشرقی یورپ میں عیسائیوں اور سپین میں غلاموں نے اسلام کو مدد دی۔ رُومی حکومت کے خلاف اسقدر نفرت ہو چکی تھی کہ ان علاقوں میں جب مسلمان پہنچے تو شہروں کے شہر دروازے کھولکر نہایت خوشی کے ساتھ مسلمانوں کے استقبال کے لئے نکل پڑے۔ اور اُن سے معاہدات کر لئے۔ اگر شام کے باشندے بغاوت کر کے مسلمانوں کی فوج میں شامل نہ ہو جاتے تو ہرقل یقیناً شام سے بآسانی نہ نکالا جا سکتا۔ صفحہ ۲۶۶ و ۲۶۵

اس بات کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے کہ کس رفتار سے عیسائی لوگ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔ لیکن یہ صاف نظر آتا ہے کہ قرون اولیٰ میں بے شمار عیسائی مسلمان ہوئے ہونگے۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ عیسائیوں نے اسلام کی رَو کو روکنے کیلئے کوئی کوشش نہیں کی۔ یوحنا دمشقی کی تحریرات سے اس امر کی کُھلی کُھلی شہادت ملتی ہے کہ عیسائیوں نے اپنے مذہب کو بچانے کیلئے پوری کوشش کی۔ یوحنا ایک یونانی گرجے کا بہت بڑا مذہبی عالم تھا۔ اور بنو امیہ کے دربار میں ایک ممتاز حیثیت رکھتا تھا۔ یہ امر اس بات پر صریح دال ہے کہ اموی دربار میں عیسائیوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوکسقدر آزادی اور رواداری حاصل تھی۔ ایک عیسائی نہ صرف یہ کہ اسلامی دربار میں اعلیٰ مقام حاصل کرسکتا تھا بلکہ اسلام کے خلاف اور عیسائیت کی تائید میں مذہبی رسالجات لکھ سکتا تھا۔ اس زمانہ میں ملک الشعراء بھی ایک عیسائی تھا جس کا تخلص اخطل تھا۔ صفحہ ۲۶۷

حروبِ صلیبیہ کے دوران میں سلطان صلاح الدین کے مکارمِ اخلاق اور غازیانِ صلیب کے جور و تعدی کی وجہ سے مشرقِ اولیٰ کے بہت سے عیسائیوں نے اپنی ہم مذہب حکومت پر مسلمانوں کی حکومت کو ترجیح دی۔ سلطان صلاح الدین کی فتوحات کے بعد اسلام کو بہت تقویت حاصل ہوئی اور کلیسیاء اور بھی کمزور ہوگیا۔ عجیب بات تو یہ ہے کہ غازیانِ صلیب کے ذریعہ سے جب عیسائیت مغرب سے فلسطین میں داخل ہوئی تو اسلام نے اس نئے عنصر کا مقابلہ کیا اور بغیر کسی قسم کے جبر و اکراہ کے خود مجاہدینِ صلیب کو حلقہ بگوشِ اسلام کرلیا۔ پہلی صلیبی جنگ میں ہی جرمنوں اور لمبارڈی کے باشندوں کی ایک جماعت نے اپنے مذہب کو ترک کرکے اسلام کو قبول کرلیا۔ اپنی قسم کا صرف یہی ایک واقعہ نہیں۔ بلکہ دوسری صلیبی جنگ میں تین ہزار سے زیادہ مجاہدینِ صلیب داخلِ اسلام ہوئے۔ اس قصّہ کا راوی خود لوئیس ہفتم کا شاہی پادری ہے جو کہ اس کے ہمراہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حروبِ صلیبیہ میں شامل تھا۔ خصوصیّت سے جس امر پر وہ زیادہ زور دیتا ہے وہ یہ ہے کہ یونانی اپنے رومن کیتھولک بھائیوں پر بہت ظلم کرتے تھے اور برعکس اس کے عربوں کا سلوک ان سے نہایت مخیرانہ اور شفقت آمیز تھا جس کے نتیجہ میں کثیر جماعت اسلام کے اندر داخل ہوگئی۔ صفحہ ۲۶۸ و ۲۶۷

مصر میں اشاعتِ اسلام

مصر میں اسلام اس وجہ سے بسرعت پھیلتا چلا گیا کہ وہاں کلیسیا نے اپنی تعلیم کی ترویج کو افسوسناک طور پر نظرانداز کردیا تھا۔ لوگوں کی رُوحانی اور اخلاقی تربیت سے بے پروائی برتی گئی تھی۔ علماء جاہل اور بگڑے ہوئے تھے۔ اور مذہب سوائے چند رسومات کے کچھ نہ تھا۔ جزیرے کے بعض حصوں میں عیسائی آبادی کو اتنا وقفِ نسیان کیا گیا تھا اور ان کی ضروریات سے اتنی بے توجہی کی گئی تھی کہ تقریباً ساری کی ساری آبادی مسلمان ہوگئی۔ ...... یقیناً بعض اوقات مصر میں اشاعتِ اسلام کے لئے تشدّد کا اظہار بھی ہُوا ہے۔ لیکن مصر کے لاکھوں عیسائیوں کے مسلمان ہوجانے میں اصل باعث صرف تشدّد نہ تھا۔ ۱۸۸۲ء سے جب سے مصر پر برطانوی قبضہ ہُوا ہے وہاں مکمّل مذہبی آزادی رائج ہے۔ لیکن پھر بھی آئے دن سینکڑوں قبطی مسلمان ہوتے رہتے ہیں۔ مصر میں اشاعتِ اسلام کی ترقی مسلمانوں کے مذہبی جنون کی وجہ سے اتنی نہیں ہوئی جتنی کہ خود کلیسیاء کی روحانی کمزوری کے باعث ہوئی ہے تمام وجوہات پر نظر ڈالنے کے بعد پھر بھی حقیقتِ ثابتہ یہی تسلیم کرنی پڑتی ہے کہ مصر میں عیسائیت اتنی مذہبی اور روحانی طاقت نہ رکھتی تھی کہ وہ اسلام کے حملہ کا مقابلہ کرتی۔ آجکل مصر میں ایک کروڑ بیس لاکھ کی آبادی ہے جس میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ایک کروڑ دس لاکھ مسلمان ہیں اور صرف دس لاکھ عیسائی ہیں۔ قبولیت اسلام کی رَو ابھی تک بسرعت جاری ہے اور امکان غالب یہی ہے۔ کہ یہ رَو چلتی چلی جائیگی۔ کیونکہ عیسائیت کی طرح وہ مذہب جو کہ اصلاحات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو۔ وہ اپنے متبعین کی دلی وابستگی کو قائم نہیں رکھ سکتا۔ صفحہ ۲۶۹ و ۲۶۸

ملک حبشہ میں اسلام

ابی سینیا میں تبلیغ اسلام کی منظم کوشش ۱۳۰۰ء میں کی گئی۔ یہاں بھی وہی طریقہ اختیار کیا گیا جو کہ مغربی افریقہ میں کیا گیا۔ اور وہ یہ کہ ایک مسلمان حبشہ میں گیا اس نے لوگوں کو کہا کہ توبہ کریں اور اسلام قبول کرلیں۔ ان کے انکار کرنے پر اس نے فوج جمع کی اور امہارا کے بادشاہ پر حملہ کردیا۔ اگرچہ سواحل پر اسلام مضبوط ہوگیا لیکن اس نے مستقل طور پر اس ملک کو فتح نہ کیا۔ اور حقیقتاً مسلمان متوطنین عیسائی بادشاہ کے باجگزار ہو کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ عیسائیت وہاں غالب مذہب تھا یہ اشاعت اسلام کا مقابلہ نہ کرسکی اور بیشمار عیسائی اسلام میں داخل ہوگئے۔ اس کا باعث یہ ہے کہ یہ جگہ بالکل الگ تھلگ تھی۔ یہاں کے عیسائی باشندوں کا بیرونی عیسائی دنیا سے کوئی تعلق نہ تھا اور نہ انہیں کوئی مدد حاصل تھی۔۔ ۔۔ ۔۔۔ نتیجہ یہ ہوا عیسائیت یہاں ایک مردہ اور رسمی چیز رہ گئی۔ پادری سُست اور غافل ہوگئے۔ اور لوگ جاہل تھے۔ عیسائیت کے ابتدائی مسائل سے بھی ناواقف تھے۔ اسلام کی طرف اقدام ابھی تک وہاں رُکا نہیں۔ اور اندازہ کیا گیا ہے کہ گذشتہ صدی میں دو لاکھ سے زائد عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ صفحہ ۲۷۰ و ۲۶۹۔

مشرقی یورپ

ہم ابھی دیکھ چکے ہیں کہ شمالی افریقہ اور سپین میں اسلام کے آنے کے بعد عیسائیت کا کیا حشر ہوا۔ اب ہم مشرقی یورپ کی طرف لوٹتے ہیں۔ یہاں بھی اشاعتِ اسلام میں مسلمان اُتنے ہی سرگرم تھے جتنے کہ یہاں کے عیسائی بے پرواہ اور غافل۔ بہت سے پادری یا تو بالکل جاہل تھے یا بہت ہی کم علم۔ اخلاقی معیار گر چکا تھا اور ایک گھن عیسائیت کی جڑوں کو کھا چکا تھا۔ سترھویں صدی سے پہلے پہلے البانیوں کی ایک کثیر تعداد نے کسی نہ کسی باعث سے عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرلیا تھا۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک گرجا کے حلقہ میں تو صرف دو ہزار عیسائی باقی رہ گئے۔ اشاعت اسلام کی رفتار کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ سولھویں صدی سے سترھویں صدی تک یعنی ایک سو سال میں عیسائی آبادی جو کہ نوّے فیصدی تھی وہ پچاس فیصدی سے بھی کم رہ گئی۔ عیسائی عورتوں نے آزادی سے مسلمانوں کے ساتھ شادیاں کیں۔ اور ان کی اولاد کی ہمیشہ اسلامی تعلیم کے مطابق تربیت ہوتی رہی۔ خود پادریوں کی بدنامی بہت حد تک عیسائیت کے زوال کا باعث ہوئی۔ تعلیم تقریباً بالکل مفقود تھی۔ اور لوگ مذہب عیسوی کے متعلق بالکل کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اور یونانی اور رومن گرجوں کی باہمی نزاعوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہتوں کو اسلام کی طرف دھکیل دیا۔ سرویا میں جب یونانی عیسائیوں کو یہ کہا گیا کہ انہیں ہنگری کی مدد اس شرط پر حاصل ہو سکیگی کہ وہ رومن کیتھولک مذہب کو اختیار کرلیں ورنہ وہ ترکی حکومت کے رحم پر چھوڑ دیئے جائینگے۔ تو ان لوگوں نے اپنا مذہب تبدیل کرنے کی بجائے ترکی حکومت کو قبول کر لیا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے کے لئے کوئی متحدہ کوشش نہ کی گئی۔ لاطینی یورپ اس شرط پر مدد کرنے کیلئے تیار تھا کہ اس علاقہ کے لوگ رومن کیتھولک مذہب اختیار کرلیں۔ صفحہ ۲۷۰

اشاعت اسلام کی ترقی کا مزید ذکر کرنے سے قبل اس مقام پر ہمیں ذرا تامل کرنا چاہیئے۔ عیسائیت پر اسلام کا حملہ نہ صرف مقام غور ہے بلکہ گہرے فکر کا مقام ہے۔ اسلام میں وہ کونسی غیر معمولی طاقتیں تھیں جنہوں نے عیسائیت کے مضبوط قلعوں کے اندر اس کی اشاعت کو ممکن کر دیا۔ اسلام کی تقویت اسکے تمدنی اور سیاسی نظام کے حسن پر مبنی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں نظام اکثر اوقات ٹوٹتے رہے ہیں اور زمانے کی ضروریات کے لحاظ سے متغیر و متبدل ہوتے رہے ہیں۔ اسلام کی تقویت کا راز اس حقیقت میں مضمر ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ جس نے اپنی سادگیٔ تعلیم کی وجہ سے بنی نوع انسان کے لئے مذہبی زندگی بسر کرنا آسان کر دیا ہے۔ اور کوئی مذہب کروڑوں انسانوں کے قلوب کو اس طرح مسخر نہیں رکھ سکتا جس طرح اسلام نے کر رکھا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔ اسلام بعض انسانی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ اسلام نے لوگوں کے قلوب میں توحید اور جبروت باری کے متعلق نہ صرف خیال بلکہ پختہ ایمان پیدا کر دیا ہے۔ قرون وسطیٰ کی عیسائیت کی تعلیم جو کہ علماء کے اقتدار۔ بزرگوں کی پرستش اور مذہبی معموں کی الجھنوں پر مشتمل تھی اس کے مقابلہ میں اسلام کی سادگی لوگوں کے لئے تسکین دہ اور دلفریب ثابت ہوئی۔ مشرکانہ علاقوں مثلاً افریقہ وغیرہ میں کامیابی کا راز صرف اس بات پر منحصر ہے۔ کہ اسلام خدا کی واحدانیت پر زور دیتا ہے۔ مسلمان اس بات کے تکرار سے کبھی نہیں تھکتے کہ خدا ایک ہے۔ خدا سب سے بڑا ہے۔ وہ جزا سزا کا مالک ہے۔ یہ حقائق صرف اسلام ہی سے مخصوص نہیں۔ ایک عیسائی بھی انہی خیالات کا ادعا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ باتیں اسلام کی ذات باری کے متعلق تعلیم کا خلاصہ ہیں۔ اگرچہ اسلام کی تعلیم کا بہت سا حصہ محض خیالی ہے اور اس سے صرف قرآن خوان ہی دلچسپی لے سکتے ہیں لیکن یہ بات کہ خدا تعالیٰ ایک ہے۔ اور وہی تمام کائنات کا حاکم ہے۔ وہی انسان کی زندگی کا سہارا ہے اور اس کا ہر انسان سے براہِ راست تعلق ہے یہ امر زندگی کی ایک حقیقت واقعہ ہے نہ کہ محض خیال۔ اسلام زندگی کے بہت سے عقدوں اور رازوں کی تشریح کرتا ہے اور وہ لوگ جو اس کی حقیقت سے آشنا ہو جاتے ہیں ان کو بخوشی مصیبت تکلیف اور ابتلا برداشت کرنے کے لئے تیار کر دیتا ہے خدا تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے قادر مطلق ہونے کا نقشہ جو اسلام پیش کرتا ہے اس سے بادی النظر میں پہلے یہ ضرور اثر پڑتا ہے کہ ایسے خدا کا وصال ناممکن ہے۔ لیکن یہی وہ شان الٰہی ہے جو کہ خود خدا تعالیٰ کو بندے کے نزدیک لے آتی ہے ڈبلیو۔ ایچ۔ ٹی گیرڈنر W. H. T. Gairdner اپنی کتاب وائیٹل فورسنز آف کرسچنیٹی اینڈ اسلام کے صفحہ ۱۸ پر لکھتا ہے۔ "نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کا چاروں طرف سے احاطہ کیا ہوا ہے بلکہ انسان اُسی کی قوّت اور اسی کے ارادے سے زندہ ہے اور اگرچہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ کہ اللہ تعالیٰ کی کنہ اور صفات اور انسان کی حقیقت اور صفات میں کچھ بھی قدر مشترک اور مشابہت نہیں عقلاً انسان کو ہستیٔ باری کے متعلق بکلی عدم علم کی طرف لے جاتا ہے۔ لیکن مسلمان اپنے نبی اکرمؐ کی وحی اور قرآن کریم کے اندر ایسی راہیں پاتے ہیں جو انہیں اللہ تعالیٰ کی وراء الوریٰ اور غیر مدرک ہستی کی طرف یقیناً لے جاتی ہیں" صٓ ۲۷۲-۲۷۱

جن لوگوں نے اسلامی ممالک کا سفر کیا ہے انہیں مسلمانوں کے بعض الفاظ مثلاً قسمت۔ انشاء اللہ۔ الحمد للہ وغیرہ ضرور یاد ہونگے۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ وہ لوگ محض عادت کے طور پر ان الفاظ کو دُہراتے ہیں۔ اور ان کے قلوب پر ان کے معانی کا کوئی اثر نہیں۔ لیکن اگر دلوں میں مطلق یقین نہ ہو تو ایسی عادت دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر مسلمانوں کی زندگی کا قریب سے اور غور سے مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کے اندر یہ الفاظ اس طرح مستعمل نہیں۔ جس طرح انگریزوں کے اندر By Heaven۔ مؤخر الذکر صورت میں یہ الفاظ محض عادت پر دال ہیں۔ اور متکلم کے لئے سوائے استعجاب کے اور کوئی معنی نہیں رکھتے۔ لیکن اوّل الذکر صورت میں جب مسلمان انشاء اللہ کہتا ہے تو اگرچہ یہ الفاظ بھی تکیہ کلام کے طور پر مُنہ سے نکلتے معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں اس گہرے ایمان اور عقیدت کا اظہار کرتے ہیں کہ خدا ہے اور اسی کی مرضی تمام کائنات عالم پر حکومت کر رہی ہے۔ صفحہ ۲۷۲-

خدا تعالیٰ کے متعلق جو نقشہ اسلام نے پیش کیا ہے اس کا اندازہ کرتے ہوئے ہمیں اس بات کو نہیں بھولنا چاہیئے کہ بنی اسرائیل بھی اسی رنگ میں خدا تعالیٰ کو مانتے تھے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بھی اسی صداقت عظمیٰ کو پکڑا جو کہ یہود اور نصاریٰ کے اندر مسلّم تھی۔ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) بجائے اس کے کہ ذات باری کے مسئلہ کو مسائل ایمانیہ میں سے ایک مساوی الحیثیت مسئلہ قرار دیتے آپؐ نے اسے دین کا بنیادی اصول قرار دیکر دنیا میں وہ حقیقت پیش کی جس کے لئے لوگ چشم براہ تھے۔ اگرچہ قرآن خدا تعالیٰ کو وراء الوریٰ اور غیر محسوس کر کے پیش کرتا ہے لیکن پھر بھی قرآنی تعلیم کی رُو سے خدا تعالیٰ حقیقت ثابتہ ہے۔ اسلام سے قبل لوگ اپنے گردو پیش کی مذہبی زندگی کی سطحی رسومات سے تنگ آچکے تھے اور جونہی کہ اسلام آیا انہوں نے فوراً اپنا رُخ اس کی طرف کیا۔ کیونکہ اسلام نے ان کی زندگی کے اندر خدا تعالےٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah
144

کو داخل کر دیا۔ صفحہ ۲۷۲۔

آؤ تھوڑی دیر کے لئے شام کے ایک شہری کی زندگی کا تصور کریں۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ حکومت بگڑ چکی ہے۔ رُومی سلطنت کا شقاق ظاہر ہو رہا ہے۔ اور وہ دن بدن زوال پذیر ہو رہی ہے۔ مذہب ایک اخلاق سے گرے ہوئے دربار کی رسومات کا حصہ بن چکا ہے۔ اسکے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ایک پھٹے پُرانے کپڑوں سے ملبوس بڑے بہادر آدمیوں کا ایک دستہ صحرائے نکل آتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ پاک ہے۔ وہ عادل ہے۔ وہ انسانوں کا حساب کتاب لینے والا ہے۔ یہ کیا تھا؟ ایک حیران اور ماندہ دنیا کے لئے نئے سرے سے خدا کو پانا تھا۔ عربوں کا یہ اخلاص اور ایمان لوگوں کے کھوکھلے اور خالی مذاہب کو بہا کر لے گیا۔ اور لوگوں نے نہایت شوق اور تپاک سے پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کی۔ کیونکہ اس اتباع میں انہوں نے رسم سے نکل کر حقیقت کو پایا۔ جوں جوں وقت گذرتا گیا۔ عجمی لوگ بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی تشریح میں اپنے خیالات داخل کرتے گئے۔ عربوں نے تفصیلات ذات باری پر اتنا زور نہیں دیا تھا جتنا اس بات پر کہ خدا ہے۔ تقریباً نصف دنیا پر خدا کے ہونے کی ندا بلند کر کے عرب پھر اپنے صحرا میں واپس لوٹ گئے۔ اور پھر دوسرے لوگوں نے اس ندا کو اٹھایا اور اپنی تشریح کے ساتھ اپنی قوم اور اپنے ملک میں اس کو بلند کیا۔ صفحہ ۲۷۳۔

بعد کی تاریخ کی روشنی میں معلوم ہوتا ہے۔ کہ عرب نے اللہ اکبر کی ندا بلند کرنے کے سوا اور کچھ نہیں کیا۔ عربوں کے حصہ میں یہی تھا کہ وہ صرف اسی پیغام کو پہنچائیں۔ اور یہ دوسرے لوگوں کے حصہ میں آیا کہ وہ اسکی وضاحت اور تشریح کریں۔ اور اس صحرائی مذہب کی توسیع کر کے اپنی اپنی ضروریات کے مطابق اسے بنالیں۔ لیکن اسلام کے محاذ کی مضبوطی اس بات میں مضمر ہے۔ کہ عربوں نے اس حقیقت کو آشکار کیا جو کہ آجکل مختلف ممالک کے مذاہب کا اصل الاصول ہے۔ لفظ اکبر جو اللہ تعالیٰ کے متعلق استعمال کیا گیا ہے۔ اب وہ صرف وہی معنی ظاہر نہیں کرتا جو کہ محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذہن میں تھے بلکہ اس کے اندر اب وہ مفہوم بھی شامل ہو گیا ہے جو ہر انسان اپنے اپنے مذہب کے تجربات کی بنا پر حاصل کرتا ہے۔ وہ مذہب جس کی تعلیم صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر مشتمل تھی وہ ترقی اور وسعت کے لحاظ سے بے شمار ممکنات سے پُر تھا۔ اور غیر عرب اقسام کے لوگوں نے ایک ترقی پذیر روحانی نظر کے ساتھ اس میں وہ وہ محاسن دیکھے اور ایسی شان پائی کہ جس کا عرب دماغ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔ صفحہ ۲۷۳

اسلام کی قوت کے راز کی دریافت کی کوشش میں یہ بات ضرور ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ مسلمانوں کے اس عقیدہ نے کہ خدا تعالیٰ واحد القہار ہے۔ نہ صرف ان کے اندر سرگرمی اور جوش بھر دیا بلکہ ان کے اندر ایثار اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربانی کی بھی غیر معمولی رُوح بھر دی۔ اسلام نے انسان کے مذہبی احساس کا تزکیہ کیا۔ اور مخلصین کو اس مقام پہلے گیا جہاں پُہنچکر یہ حقیقت کُھلتی ہے کہ مذہب قلبی اور دماغی یعنی جذبات اور عقل دونوں قسم کے حقائق اور کیفیات کو اپنے اندر شامل رکھتا ہے۔ صفحہ ۲۷۴۔

اسلام کی اس کیفیّت کو مدِّ نظر رکھ کر جب ہم غور کرینگے تو معلوم ہو گا کہ کیوں اسلام نے نہ صرف لوگوں کو اپنے اندر داخل ہی کیا بلکہ ان کو اخلاص کے ساتھ اپنے ساتھ وابستہ بھی کیئے رکھا۔ اور اُسوقت جبکہ لوگوں پر کوئی جبر و اکراہ نہ تھا۔ کیوں مسلمان اپنے دین کو پھیلاتے چلے گئے۔ اور مختلف نسلوں۔ مختلف مذہبوں اور مختلف خیالات کے لوگوں کو اسلام میں داخل کرتے چلے گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ توحید باری تعالےٰ کی حقیقت انسانی زندگی کا جزو بنجائے۔ اسلام کا اُسوقت عیسائیت سے مقابلہ ہُوا جبکہ عیسائی لوگ ایسے علماء کے اقتدار کے نیچے دبے ہوئے تھے جو کہ انسان کے خدا سے براہ راست تعلق رکھنے کے حق سے منکر تھے۔ اگر کوئی انسان گناہ سے زیر بار ہو جاتا تو اپنے عصیاں کی معافی اور نجات کیلئے کسی پادری کے سامنے جاکر اقرار کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اسلام یہ تعلیم لیکر آیا کہ ہر شخص خدا تک پُہنچ سکتا ہے اور اسکے رحم کا خواستگار ہو سکتا ہے۔ صفحہ ۲۷۵-۲۷۴۔

اشاعت اسلام کے وجوہات کا خلاصہ بیان کرتے وقت دوسری چیز جو مَیں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ ہر قوم اور ہر نسل اور ہر ملک کے مسلمانوں کا وہ اخلاص اور محبّت ہے جو انہیں اپنے نبیؐ کی ذات سے ہے۔ کسی پہلے باب میں ہم نے کوشش کی ہے کہ ساتویں صدی کے انسان محمدؐ میں اور لوگوں کے خیالی محمدؐ میں تمیز کریں۔ جب حضرت عائشہؓ سے کسی نے آنحضرتؐ کے متعلق پوچھا تو آپؓ نے جواب دیا۔ کہ "وہ تمھاری طرح کے ایک بشر تھے۔ آپؐ ہنسا بھی کرتے تھے اور تبسم بھی فرمایا کرتے تھے۔ آپؐ اپنے کپڑے خود مرمّت کیا کرتے تھے اور اپنا جُوتا خود گانٹھ لیا کرتے تھے۔ آپؐ میرے گھر کے کام کاج میں میرا ہاتھ بٹایا کرتے تھے۔ اور آپؐ اکثر سِیا بھی کرتے۔ آپؐ کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا کرتے تھے سوائے اس موقع کے کہ اللہ تعالےٰ کی عزّت پر حرف آتا ہو۔ جب آپؐ کسی سے ناراض ہوتے تو آپؐ فرمایا کرتے تھے اس آدمی کو کیا ہو گیا۔ اس کی پیشانی کو خاک لگے۔" یہ تصویر ہے اس انسان کی جس نے اپنے جذب ذاتی کے ساتھ عربوں کے دلوں میں گھر کر لیا۔ فوجیں اُس انسان کے اشارے پر لڑنے کیلئے آگے بڑھتی تھیں کہ جس نے اُن کو خدا تعالیٰ کے متعلق صداقت عظمیٰ بتلائی تھی۔ اور جو اپنے ایمان کی خاطر شدائد سہنے کے لئے تیار تھا اور جو انہیں میں کا ایک ہو کر اپنے بھائیوں کی ضروریات۔ اُمنگوں اور خواہشات کو سمجھتا تھا۔ صفحہ ۲۷۶-۲۷۵۔

جو کچھ کہا جا چکا ہے اس سے یہ طبعی نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام کی تقویّت کا ایک اور باعث یہ بھی ہے کہ

115

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمان اپنے مذہب پر فخر کرتا ہے۔ ہم ابھی دیکھ چکے ہیں کہ افریقہ کے بُت پرست علاقوں میں اس فخر مذہب کا کیا اثر ہے۔ جب ایک مسلمان مصلّٰی بچھا کر علیٰ رؤس الاشہاد نماز ادا کرتا ہے تو اس سے نہ صرف اسکی نماز کا پبلک مظاہرہ ہوتا ہے بلکہ دیکھنے والوں کے لئے اسلامی عبادت کی عملی تفسیر کا نقشہ سامنے آتا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ کہ کسی دکھاوے اور ریا کے طور پر ایسا نہیں کیا جاتا۔ بلکہ یہ نماز میں محویت کی کیفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایک مسلم کو اپنے مذہب پر ایسا فخر حاصل ہوتا ہے کہ وہ کسی منکر اسلام کے سامنے اپنے مذہب کا اقرار کرتے اور اس کی عملی عبادات بجالاتے وقت ذرہ بھی شرم محسوس نہیں کرتا۔ مذہبی دیوانگی ایک متعدی چیز ہے۔ عیسائیت کو اسلام کی ایک ایسی جماعت سے مقابلہ پڑا جو کہ اپنے مذہب کے لئے دیوانہ تھی۔ تفرقہ سے کمزور۔ جہالت و اقتدار علماء کی وجہ سے بے حس و حرکت شدہ۔ بسا اوقات چند امراء کی دست بُرد کی تختہ مشق عیسائی آبادیوں کے لئے مسلمانوں کی حقیقت اور اخلاص بھری زندگی کا نمونہ ایک پیغام مبارزہ تھا۔ اسلام اور عیسائیت کے درمیان زندگی کی کشمکش تھی۔ پراٹسٹنٹ ازم (اصلاحی زمانہ) کے ظہور سے قبل اسلام کو عملاً حقیقتاً ہر جگہ اور ہر بار فتح ہوئی۔ وجہ یہ کہ اسلام انفرادی حریت کا علمبردار ہے اور اسے ہر شخص کا پیدائشی حق قرار دیتا ہے۔ صفحہ ۲۷۸-۲۷۷۔

نیز یہ بات کہ اسلام میں پروہت پن نہیں ہے۔ بلکہ اسلام کے کام کو رضاکارانہ اصول پر چلایا جاتا ہے، اور اس کی تعلیم اقرب الفہم ہے۔ ان سب باتوں نے لوگوں کے لئے اسلام میں داخل ہونا آسان کر دیا ہے ساتھ ہی اسلام لوگوں سے بہت اعلیٰ اخلاق کا مقتضی نہیں ہے۔ وہ کمزوریاں جن کی طرف انسان طبعاً مائل ہے انہیں روا رکھا گیا ہے اور انسان کو ملامتِ نفس سے قبل حظائظ نفس سے متمتع ہونے کا کافی موقع مل جاتا ہے۔ اور اگر وہ اسلامی حدود کو بھی توڑ دے تو پھر بھی خدا تعالیٰ اس کے لئے غفور الرحیم اور تواب الرحیم ہے۔ استغفار کرنا کوئی بڑی بات ہی نہیں۔ توبہ کا دروازہ ہر وقت کھُلا ہے۔ جو عیسائی مسلمان ہوتے تھے۔ وہ اُن شقتوں اور مالایطاق تاوانوں سے مخلصی پا جاتے تھے جنہوں نے عیسائی مخطیوں اور عاصیوں کو ایسے دبا رکھا تھا جیسے کسی کے گلے میں چکّی کا پاٹ پڑا ہو۔ صفحہ ۲۷۸

یہ وہ مختلف اسباب تھے جنہوں نے اسلام کی قبولیّت کو دنیا کے اندر کامیاب کر دیا۔ اس کے علاوہ ایک اور بات نے بھی مُسلم محاذ کو مضبوط کر دیا۔ اور وہ ایک جماعت ہونے کا احساس ہے جو کہ مسلمانوں کے اندر حبل اتحاد ہے۔ یہ اتحاد کوئی سیاسی اتحاد نہ تھا کیونکہ مسلمان بادشاہ ابتدا ہی سے ایک دوسرے کے خلاف لڑتے چلے آئے ہیں۔ یہ اتحاد محض ہم مذہب ہونے کا اتحاد تھا۔ جس پر تمام مسلمان باوجود مختلف رنگ اور مختلف النسل ہونے کے فخر کرتے تھے۔ عبادت سب کے لئے ایک ہی ہے۔ اور ایک مسلمان خواہ کسی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک میں چلا جائے وہ ایک ہی قسم کی عبادت اور ایک ہی قسم کا مذہبی تعامل رائج پائیگا۔ اسلام کے مذہبی اعمال کو ملکر بجالانے نے اسلام کی تقویت اور اشاعت کے کام کو اور بھی مضبوطی بخشی۔ اخوۃ کی بنا کسی قاعدہ اور قانون پر نہیں رکھی گئی بلکہ ہم مذہبی کے اُس اصول پر مبنی ہے جو کہ مختلف فرقوں اور جماعتوں کے اختلاف کی قیود سے بالا ہے۔ سُنی۔ شیعہ۔ وہابی اور احمدی خواہ کتنے ہی آپس میں برسر پیکار ہوں۔ لیکن اسلام کے مقابلہ میں وہ سب کے سب ایک اور ان کا ایک ہی میدان مصاف ہے۔ صفحہ ۲۷۹۔

ایشیا۔ افریقہ۔ اور یورپ میں جب اسلام پھیلا تو زعماء اسلام کے سامنے جو بڑا سوال آیا وہ نومسلمین کی تعلیم کا سوال تھا۔ یوروپی معیار تعلیم کی رو سے مسلمان دنیا میں سب سے زیادہ کم تعلیم یافتہ رہے ہیں۔ جسے ہم تعلیم کہتے ہیں وہ اکثر اوقات مفقود رہی ہے۔ لیکن اسلام نے جو کچھ کیا وہ یہ تھا کہ مذہبی تعلیم پر بہت زور دیا۔ اس کے ذرائع خواہ کتنے ہی قابل اعتراض ہوں۔ لیکن یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اسلام نے اس میں کیا کامیابی حاصل کی دنیا کے کسی مسلم گاؤں کو دیکھ لینا چاہیئے۔ لوگ سائینس۔ ریاضی۔ جغرافیہ اور دیگر مشکل مضامین سے بے بہرہ ہیں۔ لیکن تقریباً سب کے سب نماز پڑھنی جانتے ہیں۔ ان کی تعلیم صرف ایک کتاب یعنی قرآن تک محدود ہے اور ان کا علم تاریخ اسلام اور پیغمبر اسلام کی سوانح حیات تک محصور ہے۔ اور نیز ان کے پڑھنے اور لکھنے کا نصاب بھی قرآن ہی ہے۔ مَیں ہزاروں ان پڑھ مسلمانوں سے ملا ہوں۔ لیکن مجھے ایک بھی ایسا نہیں ملا جو کہ نماز نہ جانتا ہو اور بے تکلف قرآن کے حوالجات نہ دے سکتا ہو۔ لوگوں کے اندر مذہبی تعلیم کی اہمیت پیدا کیئے رکھنا ہی وہ اصول ہے جس نے اسلام کو لوگوں کی زندگی کا حصّہ بنا دیا۔ لوگ اب مذہب سے الگ نہیں ہو سکتے کہ وہ ان کی زندگی کا جزو بن چکا ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے سے لیکر اسوقت تک جو کچھ ان سنین گذشتہ میں ہوتا رہا ہے وہ افریقہ کے مسلمان علاقوں کے کسی گاؤں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ دمِ تحریر میں ایک گاؤں کو دیکھ رہا ہوں جس کی آبادی تین ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک فیصدی بھی لکھنا پڑھنا نہیں جانتے۔ اذہر کا ایک شیخ جو کہ حافظ قرآن ہے ان کے اندر رہتا ہے۔ وہ انہیں میں کا ایک ہے۔ دوسروں کی طرح اسکے پاس بھی ایک قطعہ اراضی ہے۔ وہ منڈی میں جاتا ہے اور خرید و فروخت کرتا ہے اور اپنی طرز زندگی میں کسی دیہاتی سے کوئی فرق نہیں رکھتا۔ اس نے ایک چھوٹا سا سکول کھول رکھا ہے جہاں وہ لوگوں کو مذہبی تعلیم دیتا ہے۔ وہ مسجد میں امامت صلوٰۃ کرتا ہے۔ اور اس کا مذہبی اثر لوگوں پر بے نظیر ہے۔ کوئی معاشرتی حد اسے اپنے مقتدیوں سے جُدا نہیں کرتی۔ اس کی امامت کے فرائض کی ادائیگی اسے دوسروں سے کسی رنگ میں بھی ممتاز نہیں کرتی۔ وہ اسلام کے جذبہ کو زندہ رکھتا ہے۔ بُھولے بھٹکوں کو ڈراتا ہے۔ مصیبت زدوں کی مدد کرتا ہے۔ غم زدہ اور افسردہ لوگوں کو تسلّی دلاتا ہے اور یہ سب کچھ بغیر کسی تصنع اور بناوٹ کے کرتا ہے۔ وہ گاؤں

146

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی زندگی کا مرکز اتحاد ہے۔ اسلام پھل پھول رہا ہے۔ کیونکہ ہر ایک کو اس بات پر فخر ہے کہ وہ مسلمان ہے۔ تمام لوگوں کو مذہبی تعلیم دینے کا یہ طریقہ اسلامی اخوت اور قوۃ کا اصل الاصول ہے۔ صفحہ ۲۸۰۔

اگرچہ اور بھی بہت سے اسباب ہیں۔ لیکن محض اسی ایک سبب نے تمام اسلامی دنیا کو اسلامی اصولوں کا پابند اور اپنے نبی سے محبت اور وفاداری پر قائم رکھا ہے۔ اگر کلیسیا بھی لوگوں کی تعلیم کے متعلق زیادہ توجہ دیتا اور اگر وہ کسی ایک چیز کو اختیار کر کے اسے پوری طرح سرانجام دینے پر قانع رہتا۔ تو گذشتہ ایک ہزار سال کی تاریخ موجودہ سے مختلف ہوتی۔ مذہبی تعلیم کی پابندی اسلام کے لئے ایک ایسی چٹان ثابت ہوئی ہے کہ تمام مخالف دنیا کئی نسلوں تک اس کے ساتھ بے فائدہ ٹکراتی رہی ہے۔ صفحہ ۲۸۰

النشاۃ الآخرۃ

اشاعت اسلام کی تاریخ کا کھوج لگاتے لگاتے ہم پھر دور خاص میں واپس پہنچتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی دنیا پر پھر نشأۃ الآخرۃ کا دور جاری ہے۔ اور یہ بات علماء قدیم کی وجہ سے نہیں بلکہ زندگی کی ایک جدید تشریح کی وجہ سے ہے قرون وسطیٰ میں تجدید اسلام کا کام چند روشن خیال لوگوں کی وجہ سے ہوا۔ لیکن اب جمیع افراد کی تحریک ہے۔ اُسوقت محض ایک درسی علوم کا احیا تھا اور اب عوام کی بیداری ہے۔ اُسوقت صرف خلفاء علوم و فنون کے مربی ہوتے تھے۔ اب خود طالب علموں کی جماعت ہے جو کہ حریت کی تحریک اُٹھائے ہوئے ہے۔ صفحہ ۲۸۶

تاریخ سے ظاہر ہے کہ دونوں جماعتوں (مسلمان اور عیسائیوں) کے اُسوقت تعلقات اچھے رہے جبکہ دونوں نے کھلے طور پر اس امر کو تسلیم کیا کہ ان میں سے ہر ایک دوسری سے کچھ سیکھ سکتی ہے۔ اچھے تعلقات باہمی احترام۔ رواداری اور نیک دلی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اسلام کبھی کوئی ترقی نہیں کریگا جب تک وہ عیسائیت کے خلاف ان بے ہودہ حملوں کو جاری رکھیگا جو کہ ووکنگ اور دوسرے مقامات سے کیئے جا رہے ہیں۔ اسلام کے نقائص کی وجہ سے اُسے مطعون کرنے سے عیسائیت بھی کچھ حاصل نہیں کر سکیگی۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے درباروں میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی خیالات کے اظہار کے لئے دعوت دی جاتی رہی ہے۔ یہ آزادانہ تبادلہ خیالات فریقین کے تعلقات میں خوشگواری کا باعث ہوا۔ عیسائیت کو اسلام کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے افضلیت کی راہ اختیار کرنے کی بجائے ادب و احترام کی راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ اور یہ اقدام نیک نیتی سے اسلامی نقطہ نگاہ کو سمجھنے اور جانبین کی غلط فہمیاں دُور کرنے کی غرض سے ہونا چاہیئے صفحہ ۲۹۰ و ۲۸۹۔

توحید باری دونوں گروہوں کے اندر ایک مشترک نقطہ ہے یہی وہ چٹان تھی جس پر بنی اسرائیل قائم تھے۔ اسی پر اسلام کی تقویت کی بنا رہی ہے۔ اور یہی عیسائی مذہب کی شان کا موجب ہے۔ اس کے علاوہ دونوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناظرینِ اُردو ریویو آف ریلیجنز کے لئے آج مَیں اپنی نوٹ بک میں سے زمانہ حال کے ایک یورپین محقق کے بعض خیالات اشاعتِ اسلام کے متعلق اشاعت کیلئے دیتا ہوں۔ ان کا نام "ولیم کیش" ہے اور انہوں نے "اشاعتِ اسلام" کے نام سے انگریزی میں ایک کتاب لکھی ہے۔ صاحب موصوف نے اشاعتِ اسلام کے متعلق جو مخالف و موافق مختلف اسباب بیان کیے ہیں۔ ان میں سے بعض روشن حصّے درج کیے دیتا ہوں۔ مخالف حصّوں کو مَیں اس لئے سردست نظرانداز کر رہا ہوں۔ کہ اس مضمون کے ذریعہ مجھے اسکی باتوں کا جواب دینا مقصود نہیں۔ دوسرے اس لئے بھی کہ ناظرین کو پیش کردہ حصّہ ہی کے مطالعے سے معلوم ہو جائیگا کہ مخالف اسباب کی جو عمارت وہ کھڑی کرتا ہے تھوڑی دیر کے بعد اسلام کے محاسن سے متأثر ہو کر خود ہی اُسے گرا دیتا ہے۔ بعض باتیں اس نے ایسی لطیف کہی ہیں کہ اگر مَیں اپنے ذوق کے مطابق ان پر تبصرہ کروں۔ تو بجائے خود وہ ایک مستقل مضمون بن جائے۔ لیکن مَیں اس تبصرہ کے کام کو خود قارئین کے ذاتی ذوق پر چھوڑتا ہوں۔ ہاں ان کے علم میں اضافہ کے لئے ایک امر کے متعلق چند الفاظ ضرور کہدیتا ہوں۔ کہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا جبکہ کلیسیا اسقدر زور سے اسلام پر حملہ آور تھی کہ نہ صرف یہ کہ اسے ہی یہ زعم باطل ہو گیا تھا کہ وہ اسلام کو پیس ڈالے گی بلکہ خود مسلمانوں کے قدم بھی ڈگمگا گئے تھے اور کئی بدقسمت اسکی سنان کا شکار ہو گئے۔ لیکن تکاد السمٰوٰت یتفطرن منه وتنشق الارض وتخرّ الجبال هدًّا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدًا۔ اللہ کی غیرت فوراً جنبش میں آئی اور ان بے لگام اسپانِ کفر کی جولان کو روکنے کے لئے اپنا ایک شاہسوار قادیان میں بھیجدیا ؎

اسپان کفر و ظلم کی سب شوخیاں گئیں آیا جو شاہسوار مسیحِ محمّدی

خدا کی شان اس کاسرِ صلیب کو آئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گذرا تھا کہ وہ پرستارانِ صلیب جنہیں تثلیث جیسے بودے عقیدہ پر بہت ناز تھا۔ اور جسے ہنری مارٹن کلارک جیسے پادری نے اسلام کے مسئلہ توحید باری تعالیٰ کے بالمقابل پیش کر کے عیسائیت کی اسلام پر فضیلت کی دلیل قرار دیا تھا۔ مسیح محمّدی علیہ الصلوٰة والسلام کی ایک ہی ضرب سے یہ اثر ہُوا کہ آج "ولیم کیش" جیسے عیسائی کہتے ہیں "توحید باری تعالیٰ دونوں گروہوں (اسلام اور عیسائیت) کے اندر ایک مشترک نقطہ ہے۔ یہی وہ چٹان ہے جس پر بنی اسرائیل قائم تھے۔ یہی اسلام کی تقویّت کی بنا رہی ہے اور یہی عیسائی مذہب کی شان کا موجب ہے" ع ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔ اور جیسے کہ مَیں نے ابھی کہا ہے کہ ایک وہ وقت تھا جبکہ عیسائیت سے مرعوب اور مرہوب ہو کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جماعتوں میں روحانی معراج کی خواہش ایک۔ اور واحد نقطہ ہے۔ اس لئے عیسائیوں کا مسلمانوں سے اس قسم کا تعاون ہونا چاہیئے جو وہ ہم مقصد بھائی خدا تعالیٰ کی طلب میں ایک دوسرے سے کر سکتے ہیں۔ اسوقت دنیا مذہب کے بارہ میں حقیقت کی طالب ہے۔ اور عیسائیت کی صحتِ عقائد اس قوت کا قائم مقام نہیں بن سکتی۔ جو کہ اسلام کے ذریعہ خدا تعالیٰ کو ایک حقیقت الامر کی صورت میں ظاہر کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ .... بہت سے عیسائی مشنری میرے ساتھ اتفاق کرینگے کہ پرانا طریق مناظرہ غلط اور بے سود ثابت ہوا ہے۔ .... صلیب کا وعظ اکثر اوقات مناظرانہ طریق پر کیا جاتا رہا ہے اور یہ طریق مسلمانوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ثابت ہوا ہے۔ صفحہ ۲۹۰۔ (اکسپنشن آف اسلام از ڈبلیو کیش)

فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب

(یا)

اسلامی پردہ

گذشتہ پانچ اشاعتوں میں پردہ پر پہلے سوال کا جواب دیتے ہوئے ہم بتلا چکے ہیں کہ بے پردگی کے باعث مغربی طرز معاشرت میں بعض اصول کی کمزوریاں ان کی زندگیوں کو یکسر مخدوش بنا رہی ہیں اور تمدن کو ناقابل حل پیچیدگیوں میں دن بدن زیادہ سے زیادہ الجھا رہی ہیں۔ یعنی زناکاری کی کثرت، شراب نوشی کی افزائش، طلاق کی گرم بازاری، شدید خانگی الجھنیں، شادی بیاہ سے نفرت۔ جذبات شہوانی کی پیہم انگیخت اور فیشن کی تباہ کن دلدادگی اور جنون۔ یہ وہ تمدنی بیماریاں ہیں۔ جو ہمیں نمایاں اور مبرہن طور پر بے پردہ لوگوں کی تمدنی زندگی میں نظر آتی ہیں۔ اور نہ معلوم ان خفیف اور چھوٹی چھوٹی پیچیدگیوں اور تلخیوں کی فہرست کتنی طویل ہے جو آئے دن پردہ نہ ہونے کے باعث ان کے گھروں میں پیدا ہوتی ہونگی۔ لیکن صرف یہ نمایاں مصائب ہی اس بات کا ناقابل شکست ثبوت ہیں کہ نہ پردہ بلکہ بے پردگی تمدن کے لئے مضرت رساں ہے کیونکہ بے پرد مغربی ممالک کو اس نے نقصان پہنچایا ہے۔

یہ اعتراض کہ پردہ تہذیب و تمدن کی ترقی میں روک ہے اسے دو پہلوؤں سے ہم رد کر چکے ہیں۔ اسے حل کرنے کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ ان اقوام کے تمدنوں پر نگاہ کی جائے جن میں پردہ کی پابندی کی جاتی تھی

147

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور دیکھا جائے کہ پردہ نے ان کے تمدّن پر کیا اثرات ڈالے ہیں پھر اگر ہم دیکھیں کہ انہیں اس چیز نے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور ان کی تمدنی ترقی کو پردہ کے باعث کوئی صدمہ نہیں پہنچا تو پھر تسلیم کر لینا چاہیئے کہ پردہ ہرگز تہذیب کی ترقی میں روک نہیں کیونکہ اگر روک ہوتا تو اس سے ان تمدّنوں کو بھی متاثر ہونا چاہیئے تھا۔ اس اصل کے پیش نظر ہم آپ کے سامنے دنیا کی دو عظیم الشان قوموں کے تمدّن کو پیش کرتے ہیں:۔

رومن ایمپائر ہی کو لو جو یورپ کی۔ موجودہ حکومتوں کا سرچشمہ ہے۔ اس کے متعلق انیسویں صدی کی انسائیکلوپیڈیا کے اسی باب کا مصنّف لکھتا ہے کہ:۔

"اسوقت کی رومانی عورتیں پردہ کی سخت پابند تھیں۔ ان کا دستور تھا کہ گھر کی چاردیواری چھوڑتے وقت ایک کثیف اور موٹے نقاب سے اپنا چہرہ چھپا کر اس کے اوپر ایک موٹی اور لمبی چادر اوڑھ لیتیں جو ایڑیوں تک لٹکتی رہتی۔ اس کے علاوہ ان کی زندگی منزلی دائرہ میں محدود تھی۔ ان کا تمامتر دستور العمل خانگی معاملات پر مشتمل تھا۔ باایںہمہ اس قوم نے ہر فن اور جملہ کمالات تمدن میں بے نظیر ترقیات حاصل کیں۔ بُت تراشی۔ عمارت سازی۔ فتوحات ملکی۔ امور سلطنت۔ وظائف حکومت۔ قومی عزّت و عظمت اور علم و ہنر میں ساری دنیا کی جملہ قومیں رومانیوں کے مقابلہ میں ہیچ ہو کر رہ گئیں۔"

یہ اس قوم کی حالت ہے جو ہزاروں برس ہوئے گذر چکی۔ بتائیے پردہ کی پابندی نے تمدّن کے کس پہلو میں انہیں پیچھے رکھا۔ پس اگر رومانی قوم اپنی عورتوں کو پردہ میں رکھ کر عظیم ترقیات حاصل کر سکتی ہے تو آج پردہ ترقی میں کیوں روک ہونے لگا۔

پھر مثال کے طور پر اسلامی تمدّن کو لیجیئے۔ اسلام کی تاریخ میں دورِ نبوّت اور پھر خلافت راشدہ کا زمانہ دنیائے تمدّن کا ایک درخشاں عہد ہے۔ دمشق و بغداد میں بنو امیہ اور عباسیہ کی تہذیب بُعدِ زمانی کے باوصف اب بھی یورپ اور دوسری متمدّن دنیا سے چشمک زنی کرتی ہے۔ اسلامی آٹھ سو سال تک ہسپانیہ سپین پر قابض رہے۔ یورپ کو تہذیب جدید کی شمع انہیں کی آگ سے روشن کرنیکا فخر حاصل ہے ہندوستان میں مغلیہ تمدّن ایک یادگار تاریخی حقیقت ہے۔ کیا یہ سب بہترین تہذیبیں نہ تھیں؟ کیا اس زمانہ کے ماحول کو مدّنظر رکھتے ہوئے ان کے تمدّن پر کوئی حرف گیر ہو سکتا ہے؟ اور پھر کیا یہ وہی لوگ نہ تھے جن کی عورتیں پردہ کی پوری پابند اور بے پردگی کے خلاف اپنی جانیں لڑا دینے والی تھیں۔

غرض یہ بالکل غلط خیال ہے کہ پردہ کسی پہلو سے بھی تہذیب و تمدّن کی ترقی میں کوئی روک ہے۔ پردہ کی تو اساس ہی ان امور پر ہے کہ یہ تمدّن میں کوئی روک نہیں بن سکتا۔ پھر مغربی ممالک کی اندوہ آگیں مثال ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے اپنی عورتوں کو پردہ پوشی کی حفاظت میں نہ دیکر بجز ان کی "پردہ دری" کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا لیا۔ وہ خود اس آزادی سے تنگ آکر چلّا اُٹھے ہیں ان کے راہنما اور فلاسفر پوری تندہی سے ان عظیم الشان مدنیت کے نقائص پر غور کر رہے ہیں جو محض بے پردگی کے باعث پیدا ہوئے مضمون کی اٹھان کپہلے ہی اس کے طویل تر ہونیکا خوف دلا رہی ہے۔ ورنہ ہم آپکے سامنے وہاں کے محققین کی ان کوششوں کے نمونے رکھتے جو وہ بے پردگی سے پیدا ہونے والے نقائص کی اصلاح کے متعلق کر چکے ہیں لیکن افسوس جس میں وہ بُری طرح ناکام رہے ہے۔ کیونکہ اس کا حقیقی علاج وہ نہیں تھا جو انہوں نے تجویز کیا پردہ ہی ایک ایسی چیز تھی جسے اپنے ممالک میں رائج کر کے وہ ان اُلجھنوں سے بآسانی نکل سکتے تھے۔

پردہ پر دوسرے اعتراض کا جواب

پردہ کے مخالفین کا اس پر دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اسلامی شریعت میں از بسکہ انسانی اخلاق و روحانیت کو بلند کرنیکے ذرائع نہیں تھے اس لئے اس نے عورت ذات ہی کو چھپا دیا جو ایسی لغزشوں کا باعث ہو سکتی تھی۔ کہ نہ وہ مردوں کے سامنے آئے نہ اسلامی اصولوں کی کمزوریاں ظاہر ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بظاہر یہ اعتراض بہت وزنی ہے کیونکہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اسلام کے قوانین دربارہ خواہشات نفسانی کی ذیل میں صرف ایک پردہ ہی ہے اور تہذیب و اصلاح نفس کا اس نے اور کوئی طریق اور ذریعہ تجویز نہیں کیا تو پھر اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یقیناً ہمیں اس کے ناقص ہونیکا اعتراف کر لینا چاہیئے اور سمجھ لینا چاہیئے کہ اسلامی شریعت کامل نہیں کیونکہ اصلاح نفس کے دوسرے قوانین کو نظر انداز کرتے ہوئے محض پردہ کا حکم ایک غیر کامل چیز ہے۔ نہ صرف ناقص اور نیکی کے احساسات کے پیدا کرنیکے ناقابل شے بلکہ ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات نیکی پیدا کرنیکی بجائے بدی کے محرکات کے لئے ایک ذریعہ بن جائے۔ چنانچہ تاریخ تمدن کے گذشتہ دَور میں جس وقت لوگوں نے اصلاح نفس کے جملہ قوانین کو پسِ پُشت ڈالدیا تھا۔ تو اسوقت کنچنیاں اور عصمت باختہ عورتیں اپنے گھنونے اور باعث نفرین افعال کے ارتکاب میں اس پردہ کے لباس یعنی برقعہ سے ناقابل ستائش امداد لیتی تھیں اور بدکردار امراء جب انہیں اپنے گھروں میں بلاتے تھے تو ان عفت ربا عورتوں کو جو نہ صرف نسائیت پر بلکہ انسانیت پر بھی ایک بدنما دھبہ ہیں ہدایت ہوتی تھی کہ وہ برقعہ اوڑھ کر جو شریفوں کا لباس تھا ان کے گھروں میں جایا کریں تا کوئی ان کی بدکرداریوں سے آگاہ نہ ہو سکے۔ اور لوگ سمجھیں ان کے گھروں میں کبھی بُرے چال چلن کی عورت کا دخل نہیں بلکہ شریف زادیوں کی آمد و رفت ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ بدی کے محرکات کو روکنے والے دوسرے اصولوں کے بغیر اسلامی شریعت میں صرف ایک پردہ پوشی کا ہی حکم ہے و بس تو پھر یہ چیز یقیناً شریعت اسلامی کے ناقص ہونیکا اعلان ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ یہ سوال مذہب اسلام

۱۶۸
Digitized by Khilafat Library Rabwah

سے ناواقفیت کی وجہ سے پیدا ہوئے ہے یا پھر ایسا اعتراض کرنے والے اسلام سے واقف تو تھے اور انہیں خوب علم تھا کہ تربیت نفس کے تمام سامانوں کے بیان کر دینے کے بعد آخری احتیاط کے طور پر اسلام نے پردہ کا حکم دیا ہے لیکن دنیا کو دھوکا دینے اور اسلام سے متنفر کرنے کیلئے دیدہ و دانستہ انہوں نے اسے چھپایا۔ اور اسلام پر ایسا اعتراض کیا جو حقیقتاً اس پر نہیں پڑتا تھا۔ اگر ایسے لوگوں میں تعصب اور بد دیانتی نہ ہوتی اور وہ اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیم پر غور کرتے اور وہ دیانتداری سے پڑھتے کہ اسلام کے بانی فداہ ابی و امّی نے یہ فرما کر بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ اپنے آنے کی اور بعثت کا مدعا ہی لوگوں کے اخلاق کی اصلاح اور تکمیل رُوحانیت قرار دیا ہے۔ تو ایسا اعتراض کرنے کی بجائے وہ دنیا کو بتاتے کہ اس مذہب نے پاکیزگی، راستی، نیکی، بھلائی، تقویٰ، اور طہارت کے حاصل کرنے اور انسان کو گندگیوں، بدیوں، بُرائیوں، خرابیوں اور گناہوں سے بچانے کے لئے ایسے علمی اور عملی طریق پیش کیے ہیں جن کا کوئی دوسرا مذہب لگا نہیں کھا سکتا۔ اور اخلاقیات کا مسئلہ اس بہتر طریق پر سلجھایا ہے کہ دنیا میں کسی قوم یا فرد کی اجتماعی یا انفرادی کوششیں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اسلام کے فلسفہ اخلاق کا مضمون ایک جداگانہ حیثیت رکھتا ہے ورنہ ہم آپ کو تفصیل سے بتلاتے کہ کس طرح یہی وہ مذہب اور ضابطہ شریعت ہے جس نے انسان کے طبعی جذبات اور اخلاقی حالتوں میں ایک معنوی امتیاز قائم کر کے ان کے استعمال کا محل وموقعہ ہی نہیں بتلایا بلکہ ان کے استعمال وسائل اور پھر انہیں ذروۂ کمال تک پہنچانے کے ذرائع بھی خود ہی ذکر کر دیئے۔ وہ اسلام ہی کا ضابطہ اخلاق ہے جس نے اخلاق میں علت و معلول کے اصل کو پیش کر کے نیکیوں اور بدیوں کے مدارج بیان کیئے اور اس طرح لوگوں کو بتایا کہ کس نیکی سے کونسی نیکی پیدا ہوتی ہے اور کس بُرائی کی پیدا کرنے والی کونسی بدی ہے، تمام کا تمام قرآن تقویٰ کی تعلیم سے بھرا پڑا ہے، اس کے تمام احکامات و محرمات اسی ایک شرط سے مشروط ہیں۔ اس کے نازل کرنے والے نے یہ غلط طریق اختیار نہیں کیا کہ چند ظاہری قواعد اور بیرونی پابندیوں پر ہی تمامتر انحصار کیا ہو جیسا کہ اعتراض کیا گیا ہے بلکہ اس نے انسانی فطرت کے تمام شعبوں پر غور کر کے وہ تمام احکام اور تجاویز مرتب کیں جو نفسانی جذبات اور حیوانی خواہشات کو مہذب بنانے والی تھیں۔ اور بہت سے طریق حقیقی نیکی، تقدس اور پاکیزگی حاصل کرنے کے بتلائے۔

قدیم اور موجودہ دنیا کے تمام مذاہب پر اسلام ہی کو یہ تفوق حاصل ہے کہ ایک طرف وہ پاکیزگی اور طہارت کے اعلیٰ مدارج سے بھی بڑھنے کی تلقین و ہدایت کرتا ہے اور پھر ایسے راستوں کی راہبری بھی اسی کی طرف سے ہوتی ہے جس پر چل کر انسان یقینی طور پر اپنے مقصود کو پا سکتا ہے۔ اور حقیقی پاکیزگی اسے حاصل ہو سکتی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام انسان کو بدی تک پہنچا کر پھر اس سے نہیں روکتا بلکہ جو اصل روکنے کی جگہ ہوتی ہے یعنی اس بدی کا منبع وہیں سے اسے متنبہ کر دیتا ہے، دریا کے بند کے ٹوٹ جانیکی وجہ سے پیدا ہونیوالے سیلاب کی روک تھام وہ اس وقت سے نہیں شروع کرتا جبکہ وہ کھیتیوں اور زمینوں کو تباہ کرنا شروع کر دے بلکہ اس کے اصل اور حقیقی منبع ہی کو بند کرتا ہے۔ اس نے نہ صرف بدی سے روکا بلکہ بدی کے محرکات کا بھی ہر پہلو سے سدباب کر دیا۔ بدکاری سے بچنے کا یہ اصول کہ نہ صرف بدی بلکہ اس کے مواقع اور محرکات کا بھی سدباب کیا جائے ایک ایسا زرین ناقابل شکست اور پختہ اصول ہے کہ جس پر کسی بحث کی بھی ضرورت نہیں اور اس کا انکار غالباً ان لوگوں کو بھی نہیں ہوگا جو پردہ کے شدید ترین مخالف ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام اصلاح نفس کے فرائض کی انجام دہی سے قاصر رہا اور اس کی شریعت نے اصلاح نفس کے کوئی اصول پیش نہیں کیئے۔ لیکن ہم کہتے ہیں اسی پردہ کو لیکر اسلام کے ان اصولوں کا جائزہ لے لو جنہیں سطور بالا میں ابھی ہم نے اختصار سے بیان کیا ہے۔ دیکھو پہلے نماز۔ روزہ۔ تہجد۔ زکوٰۃ اور حج ایسے احکام دیکر تہذیب نفس کے ذرائع مہیا کیئے۔ ہم اسوقت یہ نہیں بیان کرینگے کہ نماز روزہ وغیرہ کیونکر اصلاح قویٰ کے فرض کو سرانجام دیتے ہیں اس کیلئے الگ موقعہ ہے۔ پھر انما الاعمال بالنیات کا مسئلہ بتا کر قلوب اذہان، احساسات، نیات اور عواطف کو پاک صاف رکھنے کی تلقین کی۔ اور اس طرح سب سے پہلے اس دروازہ کو مسدود کر دیا جس سے بدی داخل ہو سکتی تھی۔ پھر اشاعت فاحشہ سے روک کر بدی کے خارجی محرکات کو بند کیا اس کے بعد شراب اور دیگر منشیات سے روک دیا تا ان اسباب کا بھی سدباب ہو جائے جو اندرونی طور پر شہوانی خیالات اور جذبات کو بھڑکانے والے تھے۔ لیکن یہ ایک فطری جذبہ ہے اور اسلامی شریعت فطرت سے جنگ نہیں کرتی بلکہ فطری قویٰ کا بہترین استعمال سکھاتی ہے۔ اس لئے اس جذبہ کے جائز استعمال کیلئے من یستطع منکم الباء فلیتزوّج فرما کر بالغوں کو نکاح کا حکم دیا اور اس طرح اسکے جائز وسائل مہیا فرمائے، اور چونکہ غیر عورتیں بھی اس مضطربانہ جذبہ کی تسکین کا ذریعہ ہو سکتی تھیں اور یہ صورت سوسائٹی کے لئے تباہ کن تھی اس سے بچنے کے لئے ہدایت فرمائی کہ دوسری عورتوں کی طرف دیکھو ہی مت کہ نہ وہ تمہاری نگاہ میں آئیں نہ ان سے تعلقات رکھنے کے خیالات تمہارے ذہنوں میں اٹھیں۔ پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ کسی وقت کمزور طبائع اور نفوس ناقصہ کی نگاہیں غیر عورتوں کی طرف اُٹھ جائیں۔ اور وہ غیر عورتوں کو باوصف ممانعت کے دیکھتے پھریں۔ عورتوں سے کہا کہ بیشک ہم نے غیر مردوں کو غض بصر کا حکم دیا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی وقت شریر لوگ اس حکم کو توڑتے ہوئے تمہارے ناموس عصمت کو داغ لگانے کی کوشش کریں۔ اس لئے تمہیں بھی چاہیئے کہ اپنے اس گرانمایہ جوہر کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفاظت کیلئے غضِ بصر کے ساتھ حجاب کے دوسرے قوانین کی پوری طرح پابندی کرو کہ یہ تمھاری عفت کی حفاظت میں تمھارا بہترین رفیق ثابت ہوگا۔ لیکن چونکہ محض ظاہری روکیں اور بیرونی پابندیاں پوری طرح اصلاح نفس کا فرض ادا نہیں کرسکتیں اس لئے فرمایا کہ تمھارے قلوب میں بھی نیک ہونے اور متقی بننے کا خیال اور شوق رہنا چاہیئے اور اس طرح ان تمام احکام کو تقویٰ کی شرط سے مشروط کردیا۔ پھر سب کے آخر میں اس بدی کے بُرے اثرات سے سماج کو بچانے اور کسی حد تک مجرم کی تنبیہ کے لئے ایک تعزیری نظام بھی ترتیب دیا۔ دیکھا آپنے کہ اسلام علت و معلول کے اصل کو کسطرح قائم کرتا ہے۔ اور اصلاح نفس کے کیسے گوناں گون اور نوع در نوع احکام ایک ترتیب سے بیان کرتا ہے۔ غرض اسلام پر یہ اعتراض بالکل غلط ہے کہ اس کے قوانین اور احکام تہذیب نفس کے فرض کو سرانجام دینے سے قاصر ہیں۔ بلکہ سچ یہ ہے کہ اسلام نے جذبات انسانی کو مہذب بنانے کے تمام اصول بیان کرنے کے بعد جن کی موٹی تقسیم کا شمار سات سو تک پہنچتا ہے۔ انسانی کمزوریوں پر رحم کھاتے ہوئے آخر میں پردہ کا حکم بھی دیا کہ اگر وہ کسی وقت نفس امارہ کا مغلوب ہو بھی جائے تو عورت کے پردہ کے باعث محفوظ رہ سکے۔ پس اسلام پر یہ اعتراض نہیں ہوسکتا۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

طبقات ابن عاصم میں لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب یرموک، دمشق اور حلب پر قبضہ کیا تو اولین فرصت میں یہ اعلان کیا کہ
(۱) کسی جماعت پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔
(۲) کسی کے مذہبی معاملات میں دست اندازی نہیں کی جائیگی۔
(۳) اور ہر قوم کے عبادت خانوں کا احترام کیا جائے گا۔
اس اعلان کے بعد انھوں نے مسیحی پیشواؤں کو طلب کیا اور اُن کے سامنے ایک پُرجوش تقریر کی۔ اُس میں فرمایا ہم فتنہ فساد کی آگ کو بجھانے کے لئے آئے ہیں۔ ہماری زندگی کا مقصد اعظم یہ ہے کہ دنیا میں امن قائم ہو۔ ہم کسی قوم کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگانا نہیں چاہتے۔ ہم تمھاری عبادت گاہوں کا احترام کریں گے۔ ہمارا اور تمھارا معبود وہی خدائے قدوس ہے جو ساری دنیا کا خالق و مالک ہے۔ (طبقات ابن عاصم جلد اوّل صفحہ ۲۹۶)
حضرت طارقؓ نے جب اسپین پر قبضہ کیا تو فوراً یہ اعلان کیا کہ:۔
(۱) عیسائیوں کے مذہب میں دست اندازی نہیں کی جائے گی۔ اور نہ اُن کے عبادت خانے خراب کیئے جائیں گے۔
(۲) عیسائیوں کو تحریر اور تقریر کی پوری آزادی حاصل ہوگی۔
(۳) ہم عیسائیوں کی جان اور مال کا ذمہ لیتے ہیں۔ ان جذبات کے معاوضے میں ان کو ایک قلیل رقم ادا کرنی پڑیگی جسے جزیہ کہتے ہیں۔
(۴) مسلمان عیسائی پیشواؤں سے جو عہد کریں گے اُس پر قائم رہیں گے۔
(طبقات ابن عاصم جلد دوم صفحہ ۱۰۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوگیراج کرشن قادیانیؑ

اگر کرشن علیہ السلام سچے پرش تھے۔ تو یوگیراج حضرت کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی سچے ہیں۔ حضرت کرشن علیہ السلام اپنی مشہور عالم کتاب گیتا میں فرماتے ہیں:۔ ہے بھارت جب جب دھرم کی ہانی اور ادھرم کی ترقی ہوتی ہے۔ تب تب ہی میں اپنے روپ کو پرگٹ کرتا ہوں۔ ادھیائے ۴ شلوک ۷۔ اس جگہ شری کرشن جی مہاراج علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ جب ہندوستان میں ادھرم پھیل جاویگا۔ تب میں اپنا جلوہ دکھاؤنگا۔ اور آکر میں مندرجہ ذیل کام کرونگا۔ کیونکہ نیک لوگوں کا ادھار کرنے کیلئے اور برے کام کرنیوالوں کا ناش کرنے کیلئے اور دھرم قائم کرنے کیلئے یگ یگ پرگٹ ہوتا ہوں۔ ادھیائے ۴ شلوک ۸ اس شلوک سے یہ سپشٹ ہوجاتا ہے۔ کہ حضرت کرشن ثانی کا کام نیک لوگوں کی مدد کرکے اصل دھرم کو قائم کرنا اور بُروں کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ تاکہ دنیا کے اندر امن اور شانتی ہو۔ اب ادھرم بڑھ گیا ہے ہندو تو اسوقت مٹی کے ڈھیلے بنے ہوئے ہیں ان کا اپنا کوئی دھرم ایمان ہی نہیں۔ از لالہ خوشحال چند جی خورسند اخبار ملاپ لاہور ۲۵ اپریل ۱۹۳۳ء۔ اے پربھو پھر کرشن جیسے یوگیراج بھارت میں جنم لیں۔ اور اپنے بھارت ماتا کے بچوں کو جسمانی اور روحانی سوتنترتا دلائیں۔ بھارت نہ صرف جسمانی طور پر غلام ہے بلکہ اب تو بھارت مانسک اور روحانی طور پر غلامی کی زنجیروں میں جکڑا پڑا ہے۔ اب یہاں دراچار اور ادھرم بڑھ گیا ہے۔ اب بھارت کو پُنر جیون دینے کی اوشیکتا ہے۔ اب بھارت کی دُرگتی کو دُور کرو۔ خود بھگوان کرشن کا وعدہ تھا کہ جب بھارت میں دھرم کی گلانی ہوگی۔ میں آکر اس کا اُدھار کرونگا۔ از مہتہ جیمنی ویدک مشنری اخبار آریہ ویر ۲۷ ستمبر ۱۹۳۱ء

ان آریہ متروں کی تحریروں سے یہ صاف ثابت ہوگیا ہے۔ کہ حضرت کرشن علیہ السلام کی آمد ثانی کا یہی وقت ہے۔ دیالو پربھو نے ہندوؤں کی حالت پر دیا درشٹی ڈالی اور کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرشن ثانی بناکر قادیان میں جلوہ نما کردیا۔ پس اے بھارت ورش کے باشندو! تم خدا تعالےٰ کا شکریہ ادا کرو کہ خدائے رحمٰن نے تمہاری بہتری کا سامان کردیا ہے۔ بھارت کی پوتر سرزمین قادیان شریف ہیں بھارت ورشی مہرشی یوگیراج شریمان اعلیٰ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کرشن ثانی بنادیا ہے۔ سہ

ہے نمود ہی نمود سراپا جس کا ظاہر کا دکھلاوا ہے ٭ شور ہوا سنسار میں کاہن احمدؐ بن کر آیا ہے

کرشن علیہ السلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت کرشن ثانی جناب مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام عین وقت پر آئے۔ زمانے کو راہ راست کی طرف بلایا۔ سعید روحوں نے آپ کی مقدس آواز پر لبیک کہا۔ اور پاک دل اور نیک سیرت مہاتماؤں نے آ کر حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شرن میں پناہ لی لیکن کنس روپی انسانوں نے آپکی مخالفت کا ٹھیکہ لیا۔ خداوند تعالیٰ نے جو وعدہ کرشن علیہ السلام سے کیا تھا۔ اسکو پورا کر دیا۔ کہ میں دُشٹ کو ناش کرونگا۔ ایک کو سرو شکتیمان پرمیشور نے نامرادی کی موت مارا۔ اور دوسرے کا جو انجام ہوا۔ وہ تمام دنیا پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ خدا تعالیٰ کے اس قہری نشان کو دنیا کے بچے بچے نے دیکھا۔ اور پاک سیرت لوگوں نے اسلام میں ہی زندہ خدا کو زندہ نشانوں کے ساتھ پایا۔

اے بھارت ورش کے ہندو نوجوانو! آؤ میں آپکو یہ بتاؤں۔ کہ اسلام کا خدا آج بھی اپنے بندوں کی اسی طرح مدد کرتا ہے۔ جس طرح وہ حضرت کرشن۔ رام چندر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ علیہم السلام کی مدد کرتا تھا۔

حضرت کرشن ثانی مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آ کر یہ ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حضرت کرشن اور رام چندر علیہم السلام راستباز تھے۔ لیکن اب ویدوں پر چلنے کا زمانہ نہیں ہے کیونکہ ان میں تغیر و تبدل ہو چکا ہے۔ اور وید اب انسان کی راہنمائی نہیں کر سکتے۔

اس کے برخلاف آریوں اور ہندوؤں نے یہ کہا۔ کہ وید سے ہی تمام دنیا کی نجات وابستہ ہے۔ اور ویدک تعلیم ہی قابل قبول ہے۔ آریوں نے ویدوں کو پنر جیوت کرنے کیلئے گٹھڑیوں روپے اکٹھے کیئے۔ بڑے بڑے عالم انسانوں کو اس کام پر لگایا۔ مگر خداوند تعالیٰ کی باتوں کو کون ہے جو روک سکے! آریوں کو اس میں سخت ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اپنے تجربہ کی بنا پر یہ کہہ اُٹھے۔ کہ سچائی کا پھیلانا تو کہاں آریوں کو دوسروں کے جذبات کی غلامی اختیار کرنی پڑ رہی ہے۔ وید کی عظمت ہمارے دلوں پر حقیقی شکل میں نہیں رہ سکتی۔ از آریہ ویر لاہور ۸ر اکتوبر ۱۹۲۹ء ص۵۔ ویدوں کا الہامی ثابت کرنا ناممکن؛ ۔ ترک (دلیل) سے وید کو ایشوری گیان سدھ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ دوسرے طریقوں سے وید کے ایشوریہ ہونے کی بات سدھ ہو سکتی ہے۔ اخبار آریہ ویر ۲۸ر جون ۱۹۳۱ء ص۸

ویدوں کی مخالفت ہندوؤں کا دھرم تھا وید۔ لیکن ہندوؤں نے اس سے کنارہ کشی کر لی۔ آج جو ہندو لیڈر ذرا بڑا بنتا ہے۔ وہ سب سے پہلے وید کو تلانجلی دیدیتا ہے۔ وہ یہ بات کہنے میں ناز اور فخر محسوس کرتا ہے۔ کہ وید ایشور کی دی ہوئی کتاب نہیں۔ کچھ لوگوں نے گیت بنائے۔ اور انکا مجموعہ وید کہلانے لگا۔ دھرم کی باتوں کو وہ مذاق سمجھتے ہیں۔ وید کا پڑھنا ان کے لئے تضیع اوقات ہی ہے آریہ سماج کے اندر بھی ایسے غدار اور ٹریٹر پیدا ہو چکے ہیں۔ جو یہ سمجھتے ہیں کہ وید ایشوری گیان نہیں ..... آریہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سماج ہندو جاتی کیلئے سب سے بڑا امید کا مینار تھا۔ کیونکہ اس کی بنیاد سوامی دیانند نے وید پر رکھی تھی لیکن مغرب زدہ اس کی بنیاد سے وید کو نکال رہے ہیں۔ اور کہہ رہے ہیں۔ کہ وید الہامی نہیں ہیں۔ گویا آریہ سماج کا مرکز اور آریہ سماج کی بنیاد ہل رہی ہے۔ از سکرٹری آریہ پرادیشک سبھا لاہور آریہ ویر ۸ر فروری ۱۹۳۳ء۔

آریہ سنتان ویدوں پر۔ ویدوں کے معتقدوں پر اور مداحوں پر تمسخر کرتی ہے۔ اور ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وید کا نام سُنکر اُن کا سینہ پھٹ جاتا ہے۔ چہرہ لال ہو جاتا ہے۔ آنکھیں غصہ سے بھر جاتی ہیں۔ اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ وید کا نام لینے والوں کا سر کچل دیا جاوے۔ اخبار ملاپ لاہور ۱۷ر نومبر ۱۹۲۹ء صہ ۳۲ ک ۱۔

ناظرین رسالہ! آپنے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ حضرت کرشن قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان پورا ہو گیا ہے۔ آریہ تنھا ہندو سب وید کو تلانجلی دے چکے ہیں۔ اب میدان صاف ہو چکا ہے۔ اور لوہا پگھل گیا ہے اس کو احمدیت کے سانچے میں ڈھالنا ہمارا فرض ہے۔ اُٹھو اور کمر ہمّت باندھ لو۔ خداوند تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے۔ ہندو فوج در فوج اسلام میں داخل ہونگے۔ کیونکہ حضرت کرشن ثانی جناب مرزا قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام صاف صاف یہ فرماتے ہیں:۔ خداوند تعالیٰ نے مجھے صاف صاف یہ کہا ہے۔ کہ ہندوؤں کا ایک دفعہ پھر اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا۔ اے احمدی نوجوانو! وہ یہی وقت ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے لیڈر یہ صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ:۔ ہمارے لیڈر ہندو گھرانوں میں پیدا ہوئے۔ اور اُن کا نام بھی اُن کا ہندو ہونا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے ان کے دلوں میں ہندوپن نام کو بھی نہیں ہے۔ اور اسلامی سنسکار کشاں کشاں اپنی طرف کھینچ رہے ہیں۔ از اخبار ہندو لاہور ۱۸ر نومبر ۱۹۲۹ء صہ ۱۲ ک

مسلمان ہونا زندگی ہے:۔ جس ہندو نے اسلام قبول کر لیا اس کو ہزار سہولتیں۔ جو مسلمان شدھ ہوئے ان کی حالت ناگفتہ بہ۔ گویا مسلمان ہونا مردہ سے زندہ ہونا اور شدھ ہونا زندگی سے سماجک موت۔ از اخبار ہندو لاہور ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صہ ۱۴ ک ۲۔

اے احمدی احباب! آپ نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کی خوشخبری حضرت کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی تھی۔ اس لئے آپ کا فرض اوّلین ہے۔ کہ آپ دیوانہ وار تبلیغ احمدیت میں لگ جادیں۔ ہندوستان کے نرناری کو یہ پیغام پہنچا دیں کہ کرشن ثانی علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان میں جلوہ نما ہو چکے ہیں۔ سہ

اگر پوچھے کوئی کاہن کہاں ہے ٭ تو کہدو اس کا مسکن قادیاں ہے

خاکسار فتح محمد احمدی شرما از کراچی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

151

ابطالِ تناسخ از روئے وید مقدس

تناسخ کا مسئلہ ہندو دھرم کا ایک ایسا مایہ ناز مسئلہ ہے جو کہ عقل اور نقل کے صریح خلاف ہے، چنانچہ پنڈت دیانند جی نے اسی اعتقاد کو مضبوط کرنے کیلئے ایک غلط کلیہ قاعدہ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں قائم کیا ہے کہ "ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ (گناہ) بھی معاف نہیں کرتا کیونکہ اس طرح اس کا انصاف جاتا رہتا ہے"۔ یعنی گناہوں کے معاف کرنے سے ایشور کا انصاف نہیں رہ سکتا دوسرے لفظوں میں اس غلط کلیئے قاعدے کا مطلب یہ ہوا کہ گناہوں کی خاطر خدا کی خدائی قائم ہے ورنہ سب کارخانہ ہی ملیا میٹ ہو جاتا۔ پیشتر اس کے کہ ہم تناسخ کی تعریف اور پھر اس کی تردید دلائل نقلیہ سے کریں اس غلط کلیے کا ہی رد کرتے ہیں تاکہ "نہ رہے بانس نہ بجے بانسری" اس غلط اصول کے ابطال سے تناسخ کا مسئلہ باطل ہو جائیگا۔

سوامی دیانند جی کے تمام اعتراضات کی حقیقت

انصاف اور انسانیت کا تقاضا ہے کہ جس کتاب پر اعتراض کرنے ہوں پہلے انسان اس زبان کو اچھی طرح سیکھے جس میں وہ کتاب لکھی ہوئی ہو اگر اس کو نہ سیکھ سکے تو کم از کم اس زبان سے ملتی جلتی اور ایک دو زبانوں کو سیکھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس زبان کا سیکھنا نہایت ضروری ہے جس زبان میں اس کتاب کا ترجمہ اور تفسیریں ہوں۔ اگر یہ بات بھی اپنی بد قسمتی سے میسر نہ ہو تو اس کا اعتراض کرنا اس کے تعصب اور بے انصافی کی پکی دلیل ہے۔ سوامی جی مہاراج عربی فارسی اردو سے بالکل کورے ایک حرف بھی نہ جانیں ہندی جو کہ بالکل آسان اور ہندوؤں کی ہی زبان ہے اس کے بھی بالکل معمولی جاننے والے حتیٰ کہ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کے شروع میں انہوں نے خود یہ معذرت کی ہے کہ مجھے ہندی بہت کم آتی ہے۔ اس لئے اس کتاب میں کئی غلطیاں ہونگی آپ صرف سنسکرت اور گجراتی کے جاننے والے تھے سو ایسی حالت میں قرآن شریف جو کہ عربی زبان میں ہے اس پر اعتراض کرنا اور پھر اس پر بڑا فخر و ناز کرنا بے انصافی نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کے بعد ہم سوامی جی کے عقیدے کلیے کی تردید مختصر الفاظ میں کرتے ہیں۔

ردِّ عقلی

سوامی جی کے اس کلیے قاعدے کی بنیاد اس بات پر ہے کہ انصاف اور رحم ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یعنی انصاف کا نقیض رحم ہے، دوسرے لفظوں میں یہ مطلب ہوا کہ عدم انصاف کا نام رحم ہے،

138
Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود مسلمانوں میں سے بعض ارتداد اختیار کر رہے تھے اب اِس پہلوانِ حضرت ربّ جلیل کی ہیبت کا یہ اثر ہے کہ " ولیم کیش " جیسا عیسائی پکار رہا ہے ۔ " تاریخ سے ظاہر ہے کہ دونو جماعتوں (مسلمانوں اور عیسائیوں) کے اسوقت تعلقات اچھے رہے جبکہ دونو نے کھلے طور پر اس امر کو تسلیم کیا کہ ان میں سے ہر ایک جماعت دوسری جماعت سے کچھ سیکھ سکتی ہے۔ اچھے تعلقات باہمی احترام ۔ رواداری اور نیک دلی پر مبنی ہوتے ہیں۔ اسلام کبھی کوئی ترقی نہیں کریگا جب تک وہ عیسائیت کے خلاف ان بیہودہ حملوں کو جاری رکھیگا جو کہ ووکنگ اور دوسرے مقامات سے کیئے جارہے ہیں۔ اِدھر اسلام کے نقائص کی وجہ سے اسے مطعون کرنے سے عیسائیت بھی کچھ حاصل نہیں کرسکیگی۔ بنو امیہ اور بنو عباس کے درباروں میں عیسائیوں کو اپنے مذہبی خیالات کے اظہار کیلئے دعوت دی جاتی رہی ہے ۔ اور یہ آزادانہ تبادلہ خیالات فریقین کے تعلقات میں خوشگواری کا باعث ہُوا۔ عیسائیوں کو اسلام کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے افضلیت کی راہ اختیار کرنے کی بجائے ادب و احترام کی راہ اختیار کرنی چاہیئے اور یہ اقدام نیک نیتی سے اسلامی نقطہ نگاہ کو سمجھنے اور جانبین کی غلط فہمیاں دُور کرنے کی غرض سے ہونا چاہیئے ..... دونو جماعتوں میں روحانی معراج کی خواہش ایک واحد نقطہ ہے۔ اس لئے عیسائیوں کا مسلمانوں سے اس قسم کا تعاون ہونا چاہیئے جو وہ ہم مقصد بھائی خدا تعالیٰ کی طلب میں ایک دوسرے سے کرسکتے ہیں .... بہت سے عیسائی مشنری میرے ساتھ اتفاق کرینگے کہ پُرانا طریق مناظرہ غلط اور بے سود ثابت ہُوا ہے ۔ صلیب کا وعظ اکثر اوقات مناظرانہ طریق پر کیا جاتا رہا ہے ۔ اور یہ طریق مسلمانوں کے لئے ٹھوکر کا موجب ثابت ہُوا ہے " والفضل ماشہدت بہ الاعداء ۔ یکسر الصلیب کی خبر کے پورا ہونے میں اب بھی کوئی شبہ ہوسکتا ہے؟ آج سے پچاس سال قبل بھی تاریخ موجود تھی ۔ اسوقت بھی مسلمان روحانی معراج کے طالب تھے۔ اسوقت بھی وہ سالک الی اللہ تھے۔ لیکن کیا وجہ ہے کہ " ولیم کیش " کے بھائیوں کی روش اُسوقت اسلام اور مسلمانوں کے متعلق اُن کے اِس محبت اور آشتی آموز سرمن کے برعکس تھی۔ بات صرف یہی ہے کہ الٰہی خبروں کے مطابق اسوقت اسلام پر رات کی گھڑیاں گذر رہی تھیں۔ شپرو بوم کو بھی موقع مل گیا۔ وہ باہر نکل آئے اور یہ سمجھ کر کہ شاید اب تاریکی ہی رہیگی اور طلوع آفتاب کبھی نہ ہوگا۔ انہوں نے بعض خفتگان کے پاؤں سے خون چوسنا شروع کیا اور بعض کے سر پر ٹھونگیں مارنی شروع کیں۔ نیز یہ سمجھ کر کہ لوگ غفلت کی گہری نیند سوئے ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ یہ صریح غلط ہے انصاف کا نقیض عدم انصاف یعنی ظلم ہے نہ کہ رحم انصاف اور ظلم کا اجتماع محال ہے جس سے اجتماع النقیضین لازم آئیگا نہ کہ انصاف اور رحم کا ہم مثال دیکر اسکو اور بھی واضح کرتے ہیں رام نے آتمانند کو ایک روپیہ مزدوری فی دن پر اپنے کام پر لگایا اور شام کو اس کا کام اچھا دیکھ کر بجائے ایک روپیہ کے ایک روپیہ آٹھ آنے اسکو دیئے۔ اب کون عقل کا دشمن کہیگا کہ اُس نے انصاف کا گلا کاٹ دیا۔ حالانکہ یہاں انصاف اور رحم دونو جمع ہو گئے۔ ہاں انصاف کا ستیاناس تب ہوتا جبکہ ایک روپیہ کی بجائے آٹھ آنے یا بارہ آنے رام آتمانند کو دیتا ایسا ہی گناہوں کے معاف کرنے سے ایشور کا انصاف برباد نہیں ہوتا بلکہ رحم کے خوبصورت لباس سے اور بھی مزین ہوتا ہے۔

اس کی تردید سوامی جی کے اپنے فعل سے

اگر گناہ کا معاف کرنا بے انصافی ہے تو سوامی جی نے جگن ناتھ برہمن کو کیوں معاف کیا جس نے آپکو دودھ میں زہر ملا کر پلایا اور ہلاک کیا جب سوامی جی کو خبر ہوئی کہ جگن ناتھ نے مجھے زہر دیا ہے تب اس کو بلا کر صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اسکو انعام بھی دیا۔ ہم ناظرین کی دلچسپی کے لئے وہ عبارت یہاں نقل کرتے ہیں:۔

"سوامی جی بولے لو جی دھن کے لئے تُو نے مجھے زہر دیا ہے وہ دھن مَیں تجھے خود دیتا ہوں اسے لیکر رات ہی رات کہیں نیپال کی طرف چلا جا یہ کہکر سوامی جی نے اُسے ایک روپوں کی گٹھری دیکر وداع کر دیا۔"

جیون چرتر سوامی دیانند صلـــ۶۳ـــ

ع زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

لیجیئے حضرات سوامی جی نے صرف اس کا اتنا بڑا گناہ معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس کو روپوؤں کی ایک گٹھری بھی دی۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ سوامی جی نے بے انصافی کی کہیں بھی سوامی جی نے نہیں لکھا کہ مَیں نے یہ انصاف کا خون کیا اور نہ ہی کبھی کسی آریہ نے یہ کہا ہے کہ سوامی جی کا یہ فعل انصاف کا قاتل تھا بلکہ آریہ لوگ اِسکو بطور فخر کے پیش کرتے ہیں اور اِس کی بہت تعریف کرتے ہیں تو جب ایک کام کر کے انسان تو جوانمرد اور دیالو کہلائے لیکن اگر پرمیشر اسکو کرلے تو وہ بے انصاف اور ظالم بن جائے یہ تو بالکل اُلٹی منطق ہے۔

نقلی ردّ جب ہم وید مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں تو گناہوں کا معاف ہونا روزِ روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے ایشور تو ایشور ہی ہے۔ اس کے علاوہ آگ، ہوا، سورج پانی بھی گناہوں کو معاف کر سکتے ہیں بخوفِ طوالت یہاں چند منتر مع ترجمہ لکھتے ہیں۔

ملاحظہ ہو یجر وید ادھیائے ۳۰ منتر ۱۴۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

152

यद्देवा देवहेडनं देवासश्चकृमा
वयमग्निर्मा तस्मादेनसो
विश्वान्मुञ्चत्वंहसः

وہ ترجمہ جو مفسر و مترجم وید شریمان پنڈت مہیدر جی نے کیا ہے:-

اے دیوتاؤ جو ہم نے دیوتاؤں کا پاپ کیا ہے آگ دیوتا ہمیں اس گناہ سے علیحدہ کردے یعنی ہمیں معاف کرے اور باقی بھی تمام گناہوں سے ہمیں علیحدہ کردے یعنی ہمارے ذمے کوئی گناہ باقی نہ رہے۔ ادھیائے ع۲۰ منتر ع۱۵

यदि दिवा यदि नक्तमेनांसि
चकृमा वयम् वायुर्मा
तस्मादेनसो विश्वान्मुञ्चत्वंहसः।

ترجمہ جو دن اور رات ہم سے گناہ ہوئے ہَوا دیوتا ہمیں ان تمام گناہوں سے علیحدہ کردے اور باقی بھی ہمارے تمام گناہ ہَوا دیوتا معاف کرے۔ ادھیائے ع۲۰ منتر ع۱۶

وید مقدس کے کئی ایک منتروں سے ثابت ہوتا ہے کہ گناہ کو معاف کردینا بے انصافی نہیں آگ ہَوا سورج پانی یہ دیوتے گناہ معاف کریں تب بھی انصاف قائم ہی رہے۔ پھر سوامی جی جگن ناتھ برہمن کو جان مارنے کا بھینکر گناہ صرف معاف ہی نہ کریں بلکہ اسکو روپؤں کی ایک گٹھڑی دیں تب بھی انصاف کا بال تک ٹیڑھا نہ ہو لیکن اگر ایشور جوکہ تمام مخلوق کا خالق ہے اگر وہ گناہ معاف کرے تب انصاف ستیاناس ہو جائے۔

यदि जाग्रद्यदि स्वपन एनांसि
चकृमा वयम् सूर्यो मा तस्मादेनसो
विश्वान्मुञ्चत्वंहसः

ترجمہ۔ جو گناہ ہم نے جاگتے ہوئے کیا اور جو سوتے وقت کیا سورج دیوتا ہمیں وہ گناہ معاف کرے اور باقی جو ہم نے سب گناہ کیئے ہیں اُن سب سے بھی سورج دیوتا ہمیں علیحدہ کرے۔ اسی طرح کئی ایک منتر ہیں جن سے گناہوں کا معاف ہونا ثابت ہوتا ہے سو اگر گناہ کا معاف کرنا بے انصافی ہوتی تو وید مقدس جیسی پراچین پُستک (پُرانی کتاب) میں اس کا اپدیش نہ ہوتا اور پھر سوامی دیانند جی جیسا انسان اپنے قتل کے گناہ کو جو کہ جگن ناتھ برہمن نے کیا تھا کبھی بھی معاف نہ کرتا۔ ان باتوں سے پتہ چلتا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ سوامی جی کا یہ کلیہ قاعدہ قائم کرنا کہ "ایشور گناہوں کو معاف نہیں کرتا کیونکہ اس کا انصاف جاتا رہتا ہے" محض اُس تعصب کی وجہ سے ہے جو کہ آپکو بے علمی کی وجہ سے پوتر دھرم اسلام سے تھا۔ اس کے بعد تناسخ کی تعریف اور اس کی تردید کی طرف توجہ کرتے ہیں۔

تناسخ کی تعریف ایک روح کا ایک جسم کو بذریعہ موت کے چھوڑنا اور بذریعہ جنم دوسرے جسم کو اسی دنیا میں حاصل کرنا پھر اسکو چھوڑنا اور پھر کسی دوسرے کو حاصل کرنا علیٰ ہذا القیاس یعنی کولھو کے بیل کی طرح روح کا مختلف اجسام کے ذریعہ سے اسی دنیا میں چکّر کھانا۔ مثلاً اگر غریب نے انصاف کیا تو وہ دوبارہ بادشاہ ہو کر اسی دُنیا میں پیدا ہو گیا جس انسان نے ظلم کیا وہ گدھا یا بیل بن کے اپنے پہلے جنم کے کیئے ہوئے ظلم کا پھل پانے کے لئے اس دنیا میں پیدا ہو گیا۔ ماحصل جسکا یہ کہ نیک کام کرنیوالے انسانوں کی روحیں اچھے جسموں کے واسطے سے اور بُرے کام کرنیوالوں کی روحیں بُرے جسموں کے واسطے سے اسی دنیا میں چکر کھاتی رہتی ہیں۔ یہ ہے تناسخ کا اصل لب لباب۔

اس کا ردّ اب ہم بفضلِ خدا آپکو بتائینگے۔ کہ بُرے کام کرنیوالے مرکر اس دنیا میں نہیں آتے۔ اور نہ ہی بار بار جنم لیتے ہیں۔ بلکہ اچھے ہوں یا بُرے مرکر صرف ایک ہی دفعہ اُن کو جسم ملتا ہے جس کو حاصل کرکے نیک لوگ سُورگ (بہشت) میں جو کہ آسمان پر ہے (بقولِ وید مقدّس) چلے جاتے ہیں اور بُرے پاپی ایسے مقام میں جاتے ہیں جہاں سخت اندھیرا ہے اور کئی قسم کی تکالیف بھی وہاں ان کو ملتی ہیں۔ نہ نیک نہ پاپی کوئی بھی مرکر اس دنیا میں دوبارہ نہیں آتا۔ ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۳

असुर्या नाम ते लोका अन्धेन
तमसावृताः तांस्ते प्रेत्यापिग
च्छन्ति ये के चात्महनो जनाः

ترجمہ۔ بُرے پاپی لوگوں کیلئے مقرر اَسُر نام کا مقام ہے جہاں سخت اندھیرا رہتا ہے (اس دنیا سے مرکر) اُس مقام میں وہ لوگ جاتے ہیں جو کہ پاپی اپنی جان کے دشمن ہیں۔

ناظرین کرام ذرا غور فرماویں کہ کس وضاحت سے یہ منتر بتا رہا ہے کہ پاپی لوگ مرکر اس دنیا میں بار بار پیدا نہیں ہوتے بلکہ ایسے مقام میں جاکر مقیم ہوتے ہیں جو کہ اندھیرے سے گھرا ہُوا اور مصائب کا گھر ہے اور اس دنیا سے علیحدہ ہے اس کا نام اَسُر ہے۔ آگے ملاحظہ ہو یجروید ادھیائے ۱۷ منتر ۳۷

हविष्पान्तमजरं स्वर्विदि दिविस्पृश्याहुतं
जुष्टमग्नौ तस्य भर्मणे भुवनाय देवाः

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ترجمہ (یہ آگ دیوتا سے آگ کے بھگت دعا کرتے ہیں) اے آگ کرپا سے ہم زمین سے آسمان پر چڑھ جائیں اور پھر آسمان سے سورگ (جنت) میں چلے جائیں۔

153

اس منتر سے صاف ثابت ہوا کہ ویدوں پر عمل کرنیوالوں کو یہ وہم بھی نہیں تھا کہ ہم نیک کام کرنے سے اچھے جسم کے واسطے سے اسی دنیا میں دوبارہ پیدا ہوتے رہینگے بلکہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وید بھگوان کے مطابق نیک لوگ سورگ (جنّت) میں جاتے ہیں جو کہ آسمان پر ہے یہاں سے اور بھی کئی دیانندی اعتراض حل ہوتے ہیں۔ لیکن اسوقت ان کا موقعہ نہیں پھر کبھی انشاء اللہ العزیز ان کو بیان کیا جائیگا اسی طرح وید بھگوان کے اور کئی منتروں سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سورگ میں موت نہیں آئے گی ([illegible] کبھی بھی نہ مرنے والے) کا لفظ صاف طور پر اُن منتروں میں آیا ہے جس کے معنے ہیں نہ مرنے والے یعنی ہمیشہ رہنے والے۔ اب ہم ایک ایسا منتر لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تناسخ کے معتقد لوگ جہالت کے اندھیرے میں پڑے ہیں کیونکہ انہوں نے یہ غلط عقیدہ گھڑ لیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ یجروید ادھیائے ۴۰ منتر ۹

अन्धं तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिमु
पासते ततो भूय इव ते त तमो
य उ संभूत्याम् रताः

ترجمہ۔ جہالت یا نرک (دوزخ) کے گہرے اندھیرے میں وہ لوگ پڑتے ہیں جو کہ یہ کہتے ہیں کہ موت کے بعد انسان پیدا ہوتا ہی نہیں اور ویسے ہی گہرے جہالت کے اندھیرے میں وہ لوگ پڑتے ہیں جو بار بار ہونے (تناسخ) کے اعتقاد میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ یہاں دو قسم کے لوگوں کے اعتقاد کی تردید ہوئی ایک تو وہ (مجوس) جو کہتے ہیں کہ صرف یہ زندگی ہی ہے بعد میں نہ دوبارہ پیدائش نہ حساب کتاب نہ دوزخ نہ جنّت۔ سو منتر کے پہلے حصّے میں ان کی تردید کی کہ یہ تمھارا اعتقاد غلط اور صریح جہالت ہے انسان ضرور دوبارہ پیدا ہوتا ہے پیدا ہو کر نیک لوگ سورگ (جنّت) میں چلے جاتے ہیں جو کہ آسمان پر ہے اور جہاں نہ موت ہے نہ تکلیف اور بُرے مر کر اُس مقام جہاں سخت اندھیرا ہے۔ وہاں چلے جاتے ہیں اور منتر کے دوسرے حصے سے ان لوگوں کی تردید کی جو کہ یہ کہتے ہیں کہ انسان اچھا ہو یا بُرا ہر ایک اسی دنیا میں بار بار پیدا ہوتا رہتا ہے۔ بتایا کہ بار بار یہاں کوئی نہیں پیدا ہوتا بلکہ جیسا کہ اوپر ہم بتا آئے کہ مر کر بُرا اپنے بُرے مقام میں اور نیک مر کر اپنے اچھے مقام میں چلا جاتا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ تناسخ کا چکّر ایک ڈھکوسلا ہے جس کا ماننے والا انسان وید مقدس کے اس منتر کے فتوے سے جہالت کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی دُنیا عربوں نے دریافت کی ہے

بالعموم یہ مانا جاتا ہے کہ امریکہ کا برِّ اعظم کولمبس نے دریافت کیا تھا۔ جو سپین کا ایک مشہور عیسائی جہاز ران تھا۔ یہ امر کہ کرسٹوفر کولمبس نے امریکہ دریافت کیا ایک قطعی غلط روایت ہے۔ جو تاریخ میں رواج پا گئی ہے اصل بات یہ ہے کہ اس نظریہ کی تصدیق کیلئے خود تاریخ میں اسقدر تحریف کیگئی ہے اور صحیح معاملات کو اس طرح توڑا گیا ہے کہ حقیقت غت ربود ہو گئی۔

مَیں مثال پیش کرتا ہوں۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا تھا کہ جزیرہ "آئس لینڈ" اور "گرین لینڈ" حال ہی ہیں دریافت ہُوا ہے لیکن جدید تحقیقات نے یورپ کو اب اچھی طرح یقین دلا دیا ہے کہ یہ جزیرے پہلے دریافت شدہ تھے سنہ عیسوی کے شروع ہونے سے بہت قبل پہلے زمانہ کے "بحری قزاق" ان جزیروں پر پُہنچ چکے تھے۔ اور دُنیا کو ان طبقاتِ ارض کا بالکل علم ہو چکا تھا اور ان لوگوں نے جزائر میں اپنا وطن بھی بنا لیا تھا۔ چنانچہ فلوریڈا کے بعید ترین مقام تک یہ بحری قزاق پُہنچ چکے تھے۔ امریکہ کے دریافت کرنیوالوں کے سلسلہ میں "ایرک ریڈ" اور لیف انڈرسن" نامی سیاحوں کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ اور ان کے دعوے بھی دلیل کے ساتھ ہیں اور ملک سیکنڈے نیویا بھی دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس کے آدمیوں نے امریکہ دریافت کیا تھا۔ لیکن نہیں! یہ تمام دعوے غلط ہیں۔ امریکہ کو سب سے پہلے عربوں نے دریافت کیا اِنکی جغرافیہ دانی اور ذوق سیاحت نے انہیں امریکہ کا پہلے ہی پتہ دے دیا تھا؛

عربوں نے نہ صرف امریکہ تک دسترس حاصل کر لی تھی بلکہ وہ انگلستان تک پُہنچ گئے تھے۔ اس کی تفصیل سُنیئے۔ افریقہ کو عبور کر کے سپین (اندلس) یا اندلیہ) پُہنچے۔ پھر ان کے جہاز کناریوں کے سمندروں میں پُہنچے اور جزیرہ آذورڈ تک پُہنچ گئے جو بحرالکاہل کے عین وسط میں واقع ہے۔ ان کے جہاز امریکہ کے علاوہ آئس لینڈ آئرلینڈ اور انگلستان کے مغربی ساحلوں تک پُہنچ گئے تھے۔ چنانچہ عربوں کی آمد کا ایک زندہ ثبوت موجود ہے انگلستان کے اس علاقہ میں اب تک ایک شہر آباد ہے جس کا نام "بیر عباس" ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پہلے کوئی عرب بستی تھی۔ علاوہ ازیں انگلستان میں جو دیہاتی رقص ہوئے ہیں۔ ان کا نام "مارس ڈانسن" ہے۔ مارس کا صحیح مطلب یہی ہے کہ وہ "مورش" یعنی موروں (مسلمانوں) سے متعلق ہیں اور یہ ناچ عربوں سے سیکھے گئے تھے جن کی یادگار میں مورش رقص دیہات میں اکثر ہُوا کرتے ہیں "مارس" اور "مورش" کے لفظوں میں چونکہ طبعی امتزاج تلفظ پایا جاتا ہے اس لئے مورش کی جگہ مارش کا لفظ دیہاتیوں کی زبان پر چڑھ گیا

154
Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالانکہ یہ مور کا اسم صفت ہے۔ اندلس کے مسلمانوں کو مور اس لئے کہا جاتا تھا کہ وہ مراکش علاقہ افریقہ سے آئے تھے موروں یعنی عربوں نے سمندروں میں اپنے ذوق سیاحت کی جو داد دی اس کا نتیجہ تھا کہ وہ مغرب کے دُور دراز مقامات پر پہنچ گئے تھے۔ لزبن اور میڈرڈ یعنی قرطبہ (جو اب بھی اسپین کا دار الحکومت ہے) کے سرکاری دفاتر اور کتب خانوں میں عربوں کے بنائے ہوئے امریکہ کے نقشے اور خاکے ایک عرصہ تک لٹکتے رہے اور بعض تو اب تک پائے جاتے ہیں امریکہ کے اندرونی علاقوں کے نقشے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے سیّاح اور بحری کپتان وہاں تک پہنچ چکے تھے اور مال تجارت لانے لیجانے کا کام کرتے تھے۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ سپینوں اور پرتگالیوں نے بعد میں جو نقشے امریکہ میں تیار کیئے تھے عربوں کے نقشوں سے بہتر اور احسن نہیں تھے۔

ہمارے پاس جو تاریخی مواد موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اندلس (سپین) کے موروں یعنی مسلمانوں کا تجارتی و کاروباری تعلق امریکہ کے "سُرخ" ہندوستانیوں" "قدیم ترین باشندگان امریکہ سے قائم ہو چکا تھا! پس معلوم ہُوا کہ امریکہ اور اسلامی اسپین کے مابین مستقل و مسلسل روابط قائم تھے۔

جب حوادث کے طوفان نے اندلس کی اسلامی سلطنت کا تختہ اُلٹ دیا۔ اور ادھر مسلسل جنگوں کی وجہ سے قرطبہ آخری سانس لینے لگا۔ شہنشاہ فرڈی نینڈ اور ملکہ ازابلا سپین کا خزانہ بھی خالی ہو چکا تھا۔ اور اب دولت کی بڑی سخت ضرورت تھی۔ کولمبس نے ملکہ کو سمجھایا کہ مغرب میں سونے کے بڑے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہیں اگر جہازوں کا انتظام کر دیا جائے تو سپین کو سونے میں غرق کر دوں گا۔ اب چرب زبانیوں سے ملکہ بہت متأثر ہوئی کولمبس کو یقین تھا کہ مغرب میں جو ملک پایا جاتا ہے وہ ہندوستان ہے۔ ہندوستان کو سونے چاندی کا ایک عظیم الشان طلسمی خزانہ سمجھا جاتا تھا۔ اور یورپ میں اس کی روایتی دولت کے انباروں کی بڑی شہرت تھی۔

چنانچہ کولمبس کے ارادوں کی ازابلا نے بہت کچھ پیروی کی اور سرکاری خزانے کے آخری سکوں سے جہاز تیار کر دیا گیا۔ کولمبس کا مقصد سوائے سونا حاصل کرنے کے اور کچھ نہ تھا۔ کسی ملک کا جذبہ یا سیاحت کا ذوق اس میں شامل نہ تھا۔

بہرکیف کولمبس روانہ ہُوا۔ اس کے پاس عربوں کے بنائے ہوئے نقشے اور خاکے موجود تھے۔ جو اس نے حاصل کر لئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ مطمئن تھا کہ ایک سرزمین مجھے ضرور سمندر میں نظر آئے گی۔ عربی کی جغرافیہ دانی اور نقشہ نویسی کا چونکہ وہ قائل و معترف تھا۔ اس لئے اسے یقین قطعی تھا کہ سرزمین امید دریافت کرنے میں مجھے کبھی ناکامیابی نہیں ہوگی کیونکہ عرب جغرافیہ دان کبھی غلطی نہیں کر سکتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی وجہ ہے کہ جب سرزمین نظر نہیں آئی تو اس کے ساتھی ملّاح باغی ہو گئے۔ اور کولمبس سے واپس چلنے کو کہا۔ اور جب وہ نہیں مانا تو اسے سمندر میں غرق کر دینے کی دھمکی دی۔ لیکن کولمبس کو چونکہ سرزمین کے پانے کی امید کامل تھی اس لئے اس نے کہا ٹھیرو! کل تک اور دیکھو۔ چنانچہ دوسرے دن نواح امریکہ دکھائی دینے لگا۔ عربوں نے جو جو مقامات نقشوں پر تحریر کیئے تھے۔ وہ کولمبس کو بجنسہٖ نظر آنے لگے۔ اور وہ خوش ہو گیا۔

ہم کو اس سلسلہ میں یہ اہم بات بھی نہیں بھولنی چاہیئے کہ کولمبس اپنے ساتھ اسپین کے دو عربوں کو بھی لے آیا تھا۔ جو ایک دفعہ پہلے بھی اس سمندری راستہ سے گذر چکے تھے اور نواح کے نشانات سے واقف تھے۔ اس لئے کولمبس کی کامیابی تو ابتدا ہی سے یقینی و مقدر ہو چکی تھی۔ اس لئے امریکہ کا دریافت ہو جانا کوئی ایسی عجیب بات نہیں تھی۔

اب لفظ "امریکہ" کا معاملہ لیجئے۔ "امریکہ" اس نئے برّاعظم کا نام کیوں پڑا اس کے سلسلہ میں متعدد نظریئے پیش کیئے جاتے ہیں خود کولمبس نے کبھی اصلی سرزمین امریکہ پر قدم نہیں رکھا۔ بلکہ بہت عرصہ بعد سپین کے بادشاہ کا دیسرائے جس کا نام "امبری گوڈیل دیس پاکی" تھا۔ جب اصل امریکہ میں پہنچا تو اس نے اس کا نام اپنے ہی نام پر "امیری کا" رکھدیا۔ اس نظریہ کے علاوہ ایک اور نظریہ بھی پیش کیا جاتا ہے۔

امریکہ میں ایک مور یعنی عرب مسلمان امیر جو بہ سلسلہ تجارت مقیم تھا۔ بہت مشہور تھا۔ اور ان سمندروں میں اس کا آنا جانا رہتا تھا۔ اس لئے آس پاس کی بستیاں اس "امیر" یعنی تاجر سے واقف تھیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جس وقت کولمبس کے جہاز امریکہ کے قریب پہنچے تو قدیم دیسی باشندوں نے ان جہازوں کو اپنے ساحل کے نزدیک آتے ہوئے دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ جہاز سپین کے عرب تاجر "امیر" کے ہیں۔

آج سپین کے دیہات و عوام میں یہ حکایت مشہور و معلوم ہے کہ جس وقت کولمبس کے جہاز امریکہ کے قریب پہنچ گئے تو دیسی باشندوں نے ان کے جہاز دیکھ کر "امیراجاہ" یا "امیر جہا" کے نعرے لگائے تھے کولمبس اور اس کے ہمسفروں نے سمجھ لیا کہ یہی اس سرزمین کا نام ہے۔ حالانکہ یہ باشندے امیر "جہا" سے مطلب "امیر جہاز" لیتے تھے اس وجہ سے "امیر جہا" "امری جا" وغیرہ بگڑے ہوئے تلفظ بالآخر "امریکہ" میں تبدیل ہو گئے۔

بہرکیف کچھ بھی ہو اس نظریہ کی کسی طرح تردید نہیں ہو سکتی کہ نئی دنیا یعنی امریکہ مسلمانوں کو معلوم تھی اور سپین کی اسلامی سلطنت کا اس دور دراز سرزمین سے رابطہ قائم ہو چکا تھا۔ اور کولمبس کی دریافت سے قبل عرب وہاں پہنچ چکے تھے۔ اور خود کولمبس کی دریافت بجائے خود عربوں کی کوششوں کا ایک نتیجہ تھی...... + (ماخوذ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں سارقین کو بھی نقب لگانے اور ڈاکہ ڈالنے کا موقع مل گیا۔ لیکن اسلام کا ایک شب بیدار اور پہرہ دار بھی دیکھ رہا تھا اس نے للکارا اور ان تاریکی کی گھڑیوں میں ان کو پہچان لیا۔ اب دن چڑھ چکا ہے۔ شپرہ و بوم اپنی اپنی بلوں میں جا لگے ہیں اور وہ خدا کا پہرہ دار ان سارقین کو گرفتار کر رہا ہے۔ بعض گرفتار ہو چکے ہیں اور بعض کی ساعتِ گرفتاری قریب آ رہی ہے۔ اب انہیں بچاؤ کی یہی سوجھی ہے کہ یہ راگ الاپنا شروع کریں کہ ہم سب بھائی ہیں۔ اور ہمیشہ سے بھائی بن کر رہے ہیں۔ ہم سب کا مال۔ جان۔ عزت ایک دوسرے پر حرام ہے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ بیشک لا تثریب علیکم الیوم یوسفی شیوہ ہے۔ لیکن اب کسی کے مصالحتی وعظ چنداں کام نہ دینگے۔

ولیم کیش اس امر کے تصور سے کانپتا ہے کہ اسلام اپنے ترقی کے دورِ اولیٰ میں وہی آتا سے اگر ایک ہزار میل اوپر چلا جاتا۔ تو سکاٹ لینڈ اور ہارسا کے گرجوں اور لنڈن کے ویسٹ منسٹر ایبے اور سینٹ پال کیتھڈرل کی بجائے وہاں مساجد ہوتیں۔ ان کے کلسوں کی بجائے مینار ہوتے۔ اور ان کے گھنٹوں کی بجائے وہاں اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدائیں مؤذن بلند کرتا۔ میں صاحب موصوف کو کہتا ہوں کہ بیشک پہلے دور میں تو اسلام ان ممالک میں نہ پھیلا۔ مگر اب دورِ اخری میں اسکی اشاعت ان علاقوں میں ہونے والی ہے۔ کیونکہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یُدریٰ اولہا خیر ام اٰخرہا۔ مغرب میں طلوعِ آفتاب ہو چکا ہے۔ اور اس بات کی صداقت کو ایک حد تک تم خود تسلیم کر چکے ہو۔ مساجد بن چکی ہیں۔ اذانیں ہو رہی ہیں۔ اب اس گھڑی کے منتظر رہو۔ کہ دجال کا مہیب مگر مومی بت آفتاب اسلام کی تمازت سے پگھل کر بہ جائے۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب۔ کما بدأنا اول خلقٍ نعیدہٗ وعداً علینا حقًّا۔ انا کنّا فٰعلین ہ

والسّلام

خاکسار مصباح الدین احمد

مغربی افریقہ میں اشاعت اسلام

فلانی قبیلہ کے لوگوں نے بُت پرست افریقہ میں اسلام کو ایک بڑی سیاسی طاقت اور اعلیٰ تہذیب کی حیثیت سے پیش کیا۔ چند مسلمان چھوٹے چھوٹے گروہوں میں منقسم ہو کر مغربی افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ اور جہاں کہیں بھی وہ متوطن ہوئے انہوں نے لوگوں کو بہت متاثر کیا۔ سترھویں صدی تک افریقہ کے بہت سے حصوں میں صرف اسلام ہی ایک شائستہ کن تحریک شمار کی جاتی تھی۔ صفحہ ۱۷۳ و ۱۷۲

اشاعت اسلام کی تحریکات کے سلسلہ میں ٹمبکٹو اسلامی علوم کا مرکز بن گیا۔ اور صدیوں تک علوم اسلامیہ کا

134
Digitized by Khilafat Library Rabwah

گہوارہ بنا رہا۔ یہ شہر ایسے مقام پر واقع ہے جہاں اندرون براعظم - مغرب اور جنوب کی طرف سے اہم تجارتی رستے آکر ملتے ہیں۔ اسجگہ شاندار مسجد دسویں صدی سے قائم ہے۔ صفحہ ۱۷۳

گیارھویں صدی کے وسط تک شمالی نائیجیریا میں بورنیو اور کانو کے بادشاہ مسلمان ہوچکے تھے اس طرح اسلام بہت دُور تک اندرون ملک میں پھیل گیا۔ اشاعت اسلام کی تحریک کی دو روئیں یہاں آکر مل گئیں۔ شمالی سوڈان کی طرف سے تاجر لوگ صحرا کو عبور کرکے نائیجیریا میں آپہنچے اور بربروں نے مغرب میں اسلام پھیلایا۔ صفحہ ۱۷۳

جس وقت سے اسلام افریقہ میں داخل ہوا ہے مختلف اوقات میں تبلیغی جنگیں ہوتی رہی ہیں۔ تلوار کی نسبت غالباً تاجروں کی خاموش اور مسلسل تحریک تبلیغ نے اشاعت اسلام میں بہت زیادہ کام کیا ہے۔ ۱۷۳

جنوبی افریقہ میں اشاعت اسلام

جنوبی افریقہ میں اسلام کا داخلہ سترھویں صدی عیسوی سے جب ڈچ ایسٹ انڈیا کمپنی نے جلاوطن قیدیوں کے لئے راس امید کو کالا پانی قرار دیا شروع ہوا۔ جو بٹیویا سے پہلا گروہ قیدیوں کا وہاں پہنچا وہ مسلمان تھا۔ انجام کار قیدیوں کو رہائی مل گئی اور ان کو وہاں کے سیاہ فام باشندوں کے ساتھ شادی کی اجازت مل گئی۔ اس طرح وہاں مسلمانوں کی ایک جماعت پیدا ہوگئی۔ ۱۶۹۴ء میں جب شیخ یوسف اپنے انچاس ۴۹ ساتھیوں سمیت جاوا سے قید ہو کر وہاں پہنچا تو اس جماعت کو تقویت پہنچی۔ یوسف شاہی نسل سے تھا اور بڑا بہادر سپاہی تھا وہ اپنے ملک کی آزادی کے لئے ڈچ لوگوں سے لڑا تھا۔ اور جب مغلوب ہوگیا تو اسکو کیپ (راس امید) میں جلاوطن کرکے بھیج دیا گیا۔ اس کی قبر اب تک وہاں کے مقدس مقامات میں شمار ہوتی ہے اور تمام جنوبی افریقہ کے لوگ اب تک اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ یہ نوآبادی بڑھتی چلی گئی۔ تمام مسلمانوں کو نہایت اہتمام کے ساتھ اصول مذہب سے واقف کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے حسن تنظیم اور جوش و اخلاص کی وجہ سے بہت سے سیاہ فام اصلی باشندوں کو مسلمان کرلیا۔ ان مسلمانوں میں سے بہتوں نے عربی سیکھ لی ہے اور حج کعبہ کرچکے ہیں۔ درویشوں کے سلسلے قائم ہوچکے ہیں۔ کافی مقدار میں عربی لٹریچر پیدا ہوچکا ہے۔ اور بعضوں کے نزدیک جنوبی افریقہ شمالی علاقوں میں اشاعت اسلام کے لئے برچھی کی انی سمجھا جاتا ہے۔ صفحہ ۱۷۵ و ۱۷۶

اس امر کی شہادت موجود ہے کہ افریقہ میں نہ صرف بت پرستوں میں سے ہی لوگ مسلمان ہوئے بلکہ عیسائیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ آرچ بشپ مشنری رپورٹ ۱۹۲۵ء میں لکھا ہے "اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چند سالوں کے عرصہ میں سینکڑوں نفوس خصوصاً جوان عورتیں عیسائیت کو خیرباد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہکر اسلام قبول کر چکی ہیں۔ اگر ہم افریقہ کے نقشے پر نگاہ ڈالیں تو ہم دیکھیں گے کہ تمام شمالی ساحل پر اسلام مورچہ لگائے پڑا ہے۔ مصر میں نوّے فیصدی سے زیادہ مسلمان ہیں۔۔۔ ٹریپولی سے مراکش تک عیسائیت کے تمام آثار ناپید ہو چکے ہیں۔ اور تمام آبادی خالصتاً اسلامی ہے۔ تمام فرانسیسی سوڈان میں اسلام نے بہت ترقی کی ہے اور تمام مغربی ساحل کے ساتھ ساتھ اسلام سرگرم عمل۔ ترقی پذیر اور وسعت گیر ہے۔ وادئ نیل میں دہانہ سے لیکر منبع تک ۱۵۰۰ میل سے زیادہ لمبائی میں یعنی ۸۷ درجہ عرض بلد تک اسلام ہی اسلام کی حکومت ہے۔ شرقی ساحل پر ہر جگہ مسلمانوں کے مرکز ہیں۔ اور ابے سینیا میں گذشتہ ایک صدی میں دو لاکھ سے زیادہ عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔ اس طرح اسلام تمام افریقہ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے ہے۔ اور بعض مقامات پر اندرون ملک میں بھی کافی دُور تک نفوذ کر چکا ہے۔ افریقہ میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد سینتالیس ملین یعنی چار کروڑ ستر لاکھ ہے۔ عیسائی صرف پانچ ملین یعنی پچاس لاکھ ہیں۔ یہ اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ افریقہ میں اسلامی طاقت کی کیا کیفیت ہے۔ اسلامی اخوۃ اور ملک افریقہ سے اس کی مناسبت کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اِس ملک براعظم کا اسلام کو قبول کر لینا ایک کیسا خوش کن خواب ہے۔ صفحہ ۱۷۶ و ۱۷۵

ہم اوپر فلاح لوگوں کا جو سوڈان کے بہت سے حصّوں میں آباد ہو چکے تھے ذکر کر چکے ہیں۔ اُنیسویں صدی کے شروع میں ان کا سیاسی اقتدار کمزور ہو گیا۔ لیکن عثمان دان فادیو کی وجہ سے ان کی حالت نے یک لخت پلٹا کھایا۔ عثمان بہت ہی متدین آدمی تھا اور اسے اسلام کی اشاعت اور غلبے کی دُھن لگی ہوئی تھی۔ اس نے ایک سِلسلہ جاری کیا جو قومی اور مذہبی دونوں رنگ رکھتا تھا پہلے اس نے تجدید اسلام کی کوشش کی اور مُردوں سے دُعائیں مانگنے اور گذشتہ بزرگوں کی غیر واجب تکریم کرنیکے خلاف آواز اُٹھائی۔ اس نے شراب خوری اور بدکاری پر حملہ کیا۔ اور تمام دور و نزدیک اسلام کو زوائد اور بدعتوں سے پاک کرنے کی ضرورت پر وعظ کیا۔ اس نے ایک انقلابی تحریک جاری کی جو آناً فاناً پھیل گئی۔ اس نے نائیجیریا اور ہوسا کے علاقہ پر قبضہ کر کے سکوٹو کو اپنا صدر مقام بنایا۔ یکے بعد دیگرے باقی ریاستوں کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔ عثمان نے ۱۸۱۸ء میں وفات پائی۔ صفحہ ۱۷۶

اسلام اپنے متبعین کو ایک خاص قسم کا وقار عطا کرتا ہے جو اسی مذہب کا خاصہ ہے۔ اسلام انسان کو فضیلت کا احساس بخشتا ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کا محبوب ہے۔ ہر ایک مومن کا نفس اسلام میں فخر محسوس کرتا ہے۔ اور اپنے مذہب اور اپنے نبیؐ کے متعلق اس کا قلب حد درجہ کے اخلاص۔ وفاداری اور ایثار کے جذبات سے معمور ہو جاتا ہے۔ جب مسلمان بُت پرستوں کے پاس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلاتے ہیں وہ اپنے ساتھ ایک فاتح مذہب اور سادہ لیکن مؤثر نظام کا رعب لیجاتے ہیں۔ بُت پرست فوراً ہی مسلمان کے ساتھ مؤدبانہ رویہ اختیار کرتا ہے۔ ایک بت پرست ایسے مذہب کو دیکھ کر جو بغیر ادائیگی رسوم یا پروہت کی امداد یا گرجا جانے کی ضرورت کے بغیر اپنے پیرو کو خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق اور بلا واسطہ کلام کرنے کے قابل بنا دیتا ہے۔ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا ایک ایسے مذہب سے واسطہ پڑا ہے جو اسکے اپنے مذہب سے جس میں بد ارواح کا خوف لگا رہتا ہے اور ناراض دیوتاؤں کے غصہ کو جادو گروں وغیرہ کے واسطہ سے ٹھنڈا کرنے کی ضرورت لاحق رہتی ہے۔ بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ ایک بُت پرست اس بات کو جلدی سمجھ جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو کر خدا تعالیٰ کے خاص انعامات کا وارث بن جائیگا۔ وہ ہر وقت خدا تعالیٰ کی مدد طلب کر سکیگا اور اسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل رہیگی۔ خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق کا عقیدہ اسلام کو بہت ہی جاذب بنا دیتا ہے۔ اور بُت پرست دنیا میں اسلام بہت جلد قبولیت حاصل کر لیتا ہے کیونکہ بُت پرست انہی چیزوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۷۷

افریقہ میں اشاعت اسلام پر غور کرتے وقت افریقی لوگوں کے مذہبی خیالات کو ضرور مدِ نظر رکھنا چاہیئے ایک مسلمان نمازی کی حالتیں اور قرأت بالجہر ایک سادہ لوح بُت پرست کے دل پر بہت ہی گہرا اثر ڈالتی ہیں وہ مسلمان کو رکوع و سجود اور آداب سے قیام و قعود بجالاتے بلند آواز کے ساتھ غیر مرئی خدا سے تضرع اور ابتہال دعائیں مانگتے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں ہونیکے خیال سے نماز میں مسلمان کا سکوت اور خوبی کے ساتھ تعدیل ارکان بجالانا ایک بُت پرست کے دل میں بھی ایسے مذہب کو قبول کرنے کی چنگاری سلگا دیتا ہے۔ ایک مینار سے اذان کی خوش لہجہ آواز اور گاؤں کے لوگوں کی فوری لبیک اشاعت اسلام کیلئے ایک بہت بڑا اشتہار ہے۔ ہر مسلمان کا اپنی اپنی نماز کو علی رؤس الاشہاد بجالانا اور یہ کہ اسلام کے عقائد اور ارکان میں کوئی بات بھی چھپانے کی نہیں ایسی چیزیں ہیں جو اشاعت اسلام کے لئے بہت پُر تاثیر اجزا ہیں۔ صفحہ ۱۸۰

ہندوستان میں اشاعت اسلام

اسلام کے بحیثیت تبلیغی مذہب کے ثمرات دیکھنے کے لئے ہندوستان سے بہتر اور کوئی میدان نہیں۔ ۷۱۲ء سے جب محمد بن قاسم نے ساحل ہند پر قدم رکھا آجتک کئی ذرائع تبلیغ اختیار کئے گئے ہیں۔ اور آجکل احمدی اور دوسرے لوگ اسلام ہی کو تمام دُنیا کیلئے واحد مذہب ثابت کرنے کیلئے وسیع پیمانے پر کوشش کر رہے ہیں۔ صفحہ ۲۱۳

(حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے نصف صدی کے بعد ہی آپ کی فاتح فوجیں ہندوستان کی حدود میں داخل ہو گئیں۔ مسلمان شمال کی طرف سے آئے اور ملتان کے نزدیک وادی سندھ پر قابض ہو گئے۔ چالیس سال کے بعد راجپوتوں نے دوبارہ سندھ پر قبضہ کر لیا اور آئندہ ڈیڑھ سو سال تک ملک میں پھر ان کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اقتدار قائم رہا۔ میدان جنگ میں مسلمانوں کی شکستوں کے باوجود اسلام ترقی کرتا چلا گیا اور ان علاقوں میں بھی لوگ مسلمان ہوتے چلے گئے جو مسلمانوں کے زیر حکومت نہ تھے۔ ۱۰۱۹ء میں محمود غزنوی نے ہندوستان کے بہت سے حصہ کو تاخت و تاراج کیا لیکن ان حملوں سے مقصود بالذات اشاعت اسلام نہ تھی بلکہ یہ حملے حصول غنائم کی خاطر کیئے گئے تھے .... بہت سے لوگ اپنی جانیں بچانے کیلئے یا ہندوؤں کے ظلم سے بچنے کے لئے اسلام میں داخل ہو گئے۔ مسلمانوں نے یہاں شادی بیاہ کیئے اور یہیں متوطن ہو گئے۔ اگلی صدی میں محمد غوری نے تمام ہندوستان کو فتح کرنے کی غرض سے جنگوں کا سلسلہ جاری کیا۔ اس نے بنگال کو فتح کیا اور وہاں کا خود مختار حاکم بن گیا۔ ہزاروں ایسے لوگ جنہیں ان کی برادریوں نے خارج کر رکھا تھا یا جو اچھوت قرار دیئے جا چکے تھے بہت جلد مسلمان ہو گئے۔ کیونکہ اس طرح اُس غلامی سے نجات مل گئی جس نے ذات پات کی وجہ سے انہیں مقہور کر رکھا تھا صفحہ ۲۱۳

تیرھویں اور سولھویں صدی کے مابین جو نتیس ۳۴ سلاطین تخت دہلی پر متمکن ہوئے۔ اور اسلامی فتوحات کی وسعت جنوباً و شرقاً دونوں طرف ہوتی چلی گئی۔ اکبر (۱۶۰۵-۱۵۵۶ء) کی دانشمندانہ حکومت کے عہد میں اسلام کے پاؤں مضبوطی سے جم گئے۔ اس نے گجرات۔ بنگال۔ کشمیر اور دکن کے بعض حصوں کو مفتوح کیا اور ان علاقوں کو اپنے زیر نگین کر لیا۔ اس کی صلح کُل پالیسی کی وجہ سے ہندو اس کی حکومت سے خوش رہے ستر ھویں صدی تک تمام ہندوستان انتہائے جنوب یعنی تنجور تک مغلیہ سلطنت کے قبضۂ اقتدار میں آچکا تھا۔ باوجود اس مدّ و جزر کے افغانستان سے لیکر بنگال تک اور ہمالہ سے لیکر راس کماری تک اسلام قائم ہو گیا۔ اسلام نے نہایت شاندار فتوحات حاصل کیں۔ اور ان علوم و فنون کی یادگاروں کی بنیادیں رکھیں جن پر آج تک ہندوستان کو ناز اور فخر ہے۔ صفحہ ۲۱۴

وہ کونسی طاقتیں اور مؤثرات تھے۔ جنہوں نے ہندوستان کی اس کثیر جماعت کو اپنے آبائی مذہب سے پھیر کر اس مذہب کی قبولیت کی طرف مائل و راغب کر دیا جو کہ ہندوستانیوں کی طبائع کے مخالف تھا۔ اوائل میں مسلمانوں نے بُت پرستوں کو داخل اسلام کرنے کے لئے جہاد کیا۔ اور اگرچہ جبری تبدیل مذہب کے متعلق بیانات میں مبالغہ سے کام لیا گیا ہے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کی خود چھیڑی ہوئی اور جارحانہ جنگوں میں جو تلوار کا استعمال ہُوا وہ بھی ہندوستان میں اسلام کی ترقی کا باعث ہُوا۔ ..... اس کے علاوہ اسلامی حکومت کے کم و بیش قیام کی وجہ سے بعض سلاطین کا اثر اور رسوخ بھی لوگوں کے تبدیل مذہب کا محرک ہُوا۔ بادشاہ نو مسلمین کو عطایا سے سرفراز کرتے تھے۔ اور ان کو محصولات معاف کر دیتے تھے۔ یہ پُر امن تبلیغ کا نفوذ جہاد اور جبر کی نسبت زیادہ تبدیل مذہب کا باعث ہُوا۔ لیکن اگر یہ سب کچھ تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا یہ ممکن ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبدیل مذہب کرنے والے لوگ دائمی طور پر نئے مذہب سے اخلاص اور محبت قائم رکھ سکیں؟ یقیناً نہیں۔ اُن حالات کے ماتحت تبدیل مذہب بہت آسان تھا لیکن اُن کو اور ان کی اولادوں کو ہمیشہ کے لئے اسلام سے وابستہ کیئے رکھنا ایک بالکل جداگانہ امر ہے۔ خواہ کچھ بھی وجوہات بیان کیئے جائیں۔ باوجودیکہ مذہب اسلام اپنی تہذیب و تمدن میں ہندو مذہب سے بہت ہی مختلف ہے۔ لیکن پھر بھی اسلام ہندوستان کی زندگی کا جزو لاینفک ہو چکا ہے۔ وہ مذہب جو کہ پہلے تلوار کے ساتھ آیا اب کروڑوں انسانوں کی حیات اور قلب میں گھر کر چکا ہے۔ اور مُلکی مذہب بن چکا ہے۔ ہندوستان کے بے شمار صوفی اور غلطی خوردہ ہمہ اوستی لوگ اسلام کی حقانیت بھری تعلیم کا شکار ہو گئے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کی تعلیم نے ہندوستانیوں کو وہ کچھ دیا جو وہ اپنے مشرکانہ مذہب میں نہیں پاتے تھے۔ میدان مذاہب میں اسلام حقائق کا علمبردار ہو کر آیا۔ اور جونہی کہ نئے مذہب سے لوگوں کو واقفیت ہوئی انہوں نے اپنی ظنّی راہوں کو چھوڑ کر اُس قرآنی تعلیم کو اختیار کر لیا۔ جو کہ شمالی ہندوستان کے لوگوں کی زندگی اور افکار کے لئے ایک مقوّی غذا ثابت ہوئی۔ صفحہ ۲۱۷ و ۲۱۶ و ۲۱۴

یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ بحیثیت ایک نظام کے اسلام نے علمی طبقہ کے ہندوستانیوں کو کس حد تک جذب کیا۔ یہ کہ اسلام کے حقائق مثبتہ نے بہتوں کو حلقہ بگوش کیا اس کے متعلق کوئی کچھ وثوق سے نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جب ہم اس تحقیق کو کچھ اور آگے چلاتے ہیں اور ادنیٰ اقوام برادری سے خارج ہندوؤں پر اسلام کے اثر کی کیفیت معلوم ہوتی ہے تو اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا کہ ہندوستان اسلام کے لئے ایک زرخیز میدان ثابت ہُوا۔ اور ہندوستان کے اندر اسلام کی ہمہ گیر مقبولیت کے اسباب میں سے یہ ایک اہم سبب ہے۔ اگرچہ شمالی ہند میں نسبتاً مسلمانوں کی اکثریت ہے لیکن ساری کی ساری آبادی مسلمان نہیں لیکن معنی خیز بات یہ ہے کہ بنگال اور دوسرے حصوں میں جہاں سیاسی طور پر مسلمان شمالی حصے کی نسبت کمزور ہیں اسلام کی تبلیغی مساعی کو شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ فوجی مہمیں ہندوستان کے اندر اسلام کو بطور ایک مقبول مذہب کے کبھی بھی دُور تک نہیں لے گئیں۔ لیکن جہاں تلوار ناکام رہی وہاں مسلمان مبلّغوں نے پامال شدہ اور حقیر اقوام کو مساوات اور اخوۃ کا پیغام دیکر گرویدہ اسلام کیا۔ عرب اور ایرانی تاجر اپنی اپنی تجارت کے ساتھ ساتھ سواحل پر اشاعت اسلام بھی کرتے گئے۔ ہر اس ملک میں جہاں اسلام پُرامن ذرائع سے پھیلا ہے تاجر لوگ سب سے بڑے مبلّغ رہے ہیں۔ ایک مسلمان تاجر ظاہراً اپنے ساتھ کوئی مبلّغانہ نشان نہیں رکھتا۔ وہ کسی جماعت کا تنخواہ دار کارکن نہیں ہوتا۔ وہ اپنے کام کو کبھی منظّم نہیں کرتا۔ چونکہ ہر مسلمان تاجر مبلّغ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بخدمت جملہ معتمدین و امرائے جماعتہائے احمدیہ

برادران کرام! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ - میں آپ کی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اپیل کی طرف منعطف کرانی چاہتا ہوں جو حضورؑ نے ریویو آف ریلیجنز کے متعلق ان ایام میں فرمائی جبکہ جماعت کی تعداد چالیس پچاس ہزار تھی۔ حضورؑ ارشاد فرماتے ہیں:-

"چونکہ ہماری جماعت کو معلوم ہوگا۔ کہ اصل غرض خدا تعالیٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے۔ جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائیں ان کو دُور کرکے دُنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیث صحیحہ میں کسر صلیب کے نام سے یاد کیا گیا پورا کیا جائے۔ اس لئے اور انہی اغراض کے پورا کرنے کیلئے رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) جاری کیا گیا ہے۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ میں اس سلسلہ کیلئے ایک ماتم ہوگا۔ اس لئے مَیں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اس رسالہ کی اعانت کے لئے اس جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو و انگریزی کے پیدا ہو جائیں تو یہ رسالہ خاطر خواہ چل نکلیگا۔ اور میری دانست میں اگر بیعت کرنیوالے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے۔ سو اے جماعت کے سچے مخلصو! خدا تمہارے ساتھ ہو۔ تم اس کام کے لئے ہمّت کرو۔ خدا تمہارے دل میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمّت کا ہے۔"

اب خیال فرمائیے کہ جب ان ایام میں جماعت احمدیہ کا فرض ملی تھا کہ ریویو کے لئے کم از کم دس ہزار خریدار بہم پہنچائیں تو اب جبکہ جماعت کے افراد کی تعداد بفضلہٖ کئی لاکھ ہے۔ کیا ہمارے لئے یہ غور کی بات نہیں کہ ریویو آف ریلیجنز کے خریداروں کی تعداد چند سو ہو۔ اور ایک ہزار بھی نہ ہو۔ پس مَیں آپ سے باصرار مطالبہ کرتا ہوں کہ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ اپنے اپنے حلقہ اثر میں سعی بلیغ فرما کر ایک مہینے کے اندر اندر پانسو مزید خریدار مہیا فرمائیں تاکہ اُردو ریویو آف ریلیجنز کا خرچ طباعت چل سکے ورنہ رسالہ کا جاری رہنا جبکہ اس پر ڈھائی ہزار قرض ہے آیندہ محال ہو جائیگا۔

صفحہ دوم ٹائیٹل پر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ناظر تالیف و تصنیف کا سفارش نامہ درج ہے اس کے مطابق ہر مقام پر خاص سعی کرکے خریدار بنائے جائیں اور مجھے براہ راست درخواستیں بھجوائیں۔

مصلح کی اشاعت کیلئے بھی اپنے حلقوں میں کوشش فرمائیں خاکسار مینیجر و ایڈیٹر رسالہ اُردو ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے برمن) لیمیٹڈ

پچاس برس سے مشہور لاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR (REGD) اسٹار ٹریڈ مارک

دماغ کی تراوٹ

کیش راج

R9a

(سر کے تیلوں کا راجہ)

اس میں واکنٹ آئل مطلق نہیں ہے اس لئے یہ نقصان نہیں پہنچاتا دوسرے دوسرے تیلوں کے بہ نسبت یہ زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ یہ صرف خوشبودار ہی نہیں بلکہ دوا آمیز بھی ہے۔

دماغ تروتازہ رکھنے اور بالوں کو مضبوط کرنے میں یہ بے مثل ہے اس سے خشکی اور روسی دفع ہوتی ہے انہی صفتوں کے باعث متعدد نمائشوں سے تمغے اور سارٹیفکٹ عطا ہوئے ہیں استعمال کر کے فائدہ اٹھایئے۔

قیمت فی شیشی پندرہ آنہ	۱۵ر
ڈاک محصول دس آنہ	۱۰ر
نمونہ کی شیشی صرف تین آنہ	۳ر

جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتی ہے

ڈابر سامان زیبائش کے نمونہ کا بکس

R9a

ہم نے روزینہ استعمالی کارآمد چیزوں کا یہ بکس تیار کیا ہے تاکہ ہمارے ہاں کی مفید اشیاء تھوڑے ہی صرفہ میں آزمائی جا سکیں۔ اس میں حسب ذیل چند آٹھ قسم کے سامان بطریق نمونہ رکھے گئے ہیں۔

(۱) دنت مکتا	(دانت کا منجن)
(۲) کیش دھونا	(سر دھونے کا پوڈر)
(۳) کیش راج	(سر کے تیلوں کا راجہ)
(۴) ہیلک صابون	(خوشبودار دوا آمیز)
(۵) نہارن اسنو	(خوبصورتی کے واسطے)
(۶) نہارن پوڈر	(غازہ)
(۷) اوڈو نہارن	(عطر دل آویز)
(۸) ڈابر مسک لونڈر	(مشک آمیز اسنس)

قیمت فی بکس ایک روپیہ دس آنہ عہ

محصول ڈاک دس آنہ ۱۰ر

نوٹ:۔ دوائیں ہر جگہ ملتی ہیں اپنے مقامی ہمارے ایجنٹ سے خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں۔

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

ایجنٹ۔ قادیان گورداسپور میں ایجنٹ کی ضرورت ہے

(بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام ... شائع کیا)